درس حدیث

محمد اظہر مدنی

حج کی فضیلت

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: العمرة الى العمرة كفارة لما بينهما، والحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة (صحیح بخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنے سے دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایت میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور اللہ کے گھر کا حج کرنا۔

حج نماز، روزہ اور زکاۃ کی ادائیگی سے مختلف ہے۔ حج اس ناحیے سے منفرد ہے کہ اس میں ہر طرح کی عبادت کو جمع کر دیا گیا ہے۔ پانچوں وقت کی نماز کی ادائیگی فرض ہے، رمضان کا روزہ پورے ایک مہینہ رکھنا فرض ہے۔ بلا کسی عذر کے چھوڑنا باعث گناہ ہے اسی طرح سے زکوۃ ہر صاحب نصاب پر فرض ہے اور یہ سال بھر میں ایک بار ادا کیا جاتا ہے لیکن حج ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک بار ادا کرنا فرض ہے۔ ٹال مٹول کرنے والا قابل گرفت ہے اور صاحب استطاعت کو حج کرنے کی تاکید ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ آل عمران: ۹۷) یعنی ''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔ اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے بلکہ تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔''

قرآن کی یہ آیت حج کی فرضیت پر واضح دلیل ہے اور احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر صاحب استطاعت کے لئے زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے۔ استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ حج پر جانے کے لئے تمام وسائل موجود ہوں، بال بچوں کے اخراجات کے لئے پونجی ہو، راستہ وغیرہ پر امن ہو، اور سفر کرنے والا اتنا صحت مند ہو کہ وہ بہ آسانی حج کے امور کو انجام دے سکتا ہو۔ قرآن کی اس آیت میں حج کے انکار کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے یہ ایک طرح سے تاکید ہے کہ صاحب استطاعت کسی طرح کا ٹال مٹول نہ کرے اور جتنا جلدی ہو سکے حج کو ادا کرے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص حج کا ارادہ کرے تو اسے جلد از جلد ادا کرے کیوں کہ کبھی وہ بیمار پڑ جاتا ہے تو کبھی کوئی چیز گم ہو جاتی ہے یا کبھی کوئی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

ایک دوسری روایت میں ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے اس لئے حج کرو۔ ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول کیا ہر سال حج کرنا ہے؟ آپؐ خاموش رہے یہاں تک کہ اس شخص نے یہ بات تین بار دہرائی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر آپ نے فرمایا: تم مجھے اپنی کہی ہوئی بات پر رہنے دیا کرو جس پر میں تمہیں چھوڑ دوں کیوں کہ تم سے پہلے کے لوگ کثرت سوال کی وجہ سے اور اپنے پیغمبروں سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ اس لئے جب میں تمہیں کس بات کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق عمل کرو اور جب کسی چیز سے روک دوں تو اسے چھوڑ دو۔ (صحیح مسلم)

دوسری روایتوں میں بھی حج کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے اس لئے جو صاحب استطاعت ہو وہ اسلام کے اس پانچویں رکن کی ادائیگی میں بلا عذر تاخیر نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ صاحب استطاعت کو حج کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر عازم کے حج کو قبول فرمائے۔ آمین **وصلى الله على النبي**

☆☆☆

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
مولانا محمد خورشید عالم
مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طٰہ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
عشرۂ ذی الحجہ: فضائل و اعمال	۸
حج بیت اللہ - چند گزارشات	۱۱
عیدالاضحی - احکام و مسائل	۱۲
قربانی ہمیں کیا سکھاتی ہے؟	۱۵
بیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ و تجوید و تفسیر قرآن کریم	۲۰
عظمتِ نماز	۲۱
کرسی پر نماز	۲۳
زنا کی سنگینی اور اس کے مہلک نتائج	۲۵
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۸
جماعتی خبریں	۳۱
اپیل	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک
سالانہ ________ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ________ ۷/روپے
پاکستان ________ ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ و دیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اصغر علی امام مہدی سلفی

اداریہ

آہ!

مدیر جریدہ ترجمان

ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا ہے قلب وجگر میں ہل چل مچ گئی ہے، دماغ میں طوفان برپا ہوگیا ہے، سر چکرا سا گیا، قدم ڈگمگانے لگا ہے، زبان لڑکھڑا گئی ہے، ہاتھوں میں رعشہ پیدا ہوگیا ہے، دماغ ماؤف ہونے لگا ہے، جسم میں کپکپی پیدا ہونے لگی ہے، آنکھوں کے سامنے دن میں ہی تارے جھلملانے لگے ہیں، چشم وآبرو کے سامنے اندھیرا چھانے لگا ہے، اس کے عمل وکردار کی بلندیوں کی طرف دیکھ کر پگڑیاں پیچھے کی طرف سرکنے لگی ہیں، اس کے زہد و ورع، تقویٰ وطہارت اور صدق وصفا کی داستانیں اور حکایتیں دیدہ ودل پر جو نقش تھے وہ دماغ کی اسکرین پر چمکنے دمکنے لگے ہیں۔اس کی جدائی کی خبر کیا آئی کہ اس کے اخلاص ومروت اور اعلی اخلاق کی مہک سے وجود معطر ہوگیا ہے اور مشام جان میں خوشبو کا بسیرا ہوگیا ہے۔تصویر سے فضائیں مسرور وفرحت بخش ہوگئی ہیں۔ان کی صحبتوں کی برکتیں نظروں کے سامنے پھرنے لگی ہیں اور یادوں کی بارات آگئی ہے۔ وہ تو ایک عجیب آزاد وخوددار، تقویٰ شعار وایماندار، حلیم و بردبار، اللہ ورسول کا فرماں بردار اور بذات خود اپنے وجود سے امیر المؤمنین کہلانے کا حقدار تھا۔مگر ان سب القاب وآداب، مناصب و جوائز اور انعام اور ایوارڈ سے کوسوں دور اور نفور تھا، مگر اطاعت امیر کے نشہ میں چور تھا، امراء وقت کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور تھا۔ وہ علم کی بلندیوں پر فائز تھا۔ صفات حمیدہ میں فائق اور لائق تھا مگر مامور تھا۔ وہ امیر کو امیر اہل الحدیث نہیں امیر المؤمنین کہتے ہوئے سنا گیا تھا مگر وہ خود امیر المؤمنین کہلائے جانے کا سزاوار تھا۔اس کی تواضع وانکساری لوگوں کے بلند وبالا مناصب ومراتب پر بھاری تھی۔ عجیب طرح کی اس کے تعلقات کی استواری تھی۔ وہ تعصب و تعلی، حسد وکینہ اور عداوت ودشمنی سے پاک وصاف ومبرا نظر آتا تھا۔

سادگی، سادہ مزاجی میں مثالی تھے اور تکلفات وتصنعات سے ایسا عاری میری آنکھوں نے شاید دیکھا ہی نہیں تھا۔عرب وعجم کے بہتیرے اصحاب فضل

وکمال کو دیکھا مگر اتنی تواضع شاید نہیں دیکھی۔حلم و بردباری اور قوت برداشت اور خوبی ذات وصفات میں اس جیسا انسان اس وقت ملنا مشکل ہے کہ اتنی ساری زبانوں کے ماہر اور کمیاب خال خال نظر آتے ہیں۔علم وآگہی میں وہ اپنے میدان کا عظیم شہسوار تھا، بلکہ اتنے کمالات کے ساتھ شاید ان کا کوئی ہمعصر دہرو مصر میں نہیں تھا۔وہ زبان ریختہ کا امامِ وقت تھا، فارسی ان کی چاکری کرتی تھی۔ انگریزی کا ماہر وشاعر تھا۔عربی کی شد بد بقول خویش تھی مگر زبان تازی سے ہم مزاجی تھی، ہم جیسوں کے نزدیک اس کا بھی رمز شناش اور آشنا وعالم تھا۔صحافت اس کی گھر کی لونڈی تھی۔زبان کا دھنی تھا۔سیاست کرنا اسے آتا ہی نہ تھا، مگر اس میدان کا ایسا تنہا شہسوار تھا جس کو اس نے تقدس وصداقت اور حقیقت وصحت کا نمونہ بنادیا تھا۔لوگ اسے کانگریس سے متاثر صاحب قلم کہتے تھے اور اس کے تنقید وتحریر اور تبصرہ واداریہ کو اسی کی عینک لگا کر دیکھتے تھے مگر وہ ایک مرد آزاد تھا۔ اسی طرح اس کی نگارشات بھی بے لاگ و بے داغ ہوتی تھیں۔ وہ کہاں ان خولوں میں سمانے والا اور ان حصاروں میں بند ہونے والا تھا۔بعد کے حالات نے شاید ویسا کہنے والوں کو نظر ثانی ہی نہیں اس کے مواقف پر بدگمانی سے تائب ہوکر ثنا خوانی کرنے پر مجبور کیا ہوگا۔الغرض وہ زبان حال سے کہتا تھا وہ کہاں رکتا تھا عرش وفرش کی آواز سے؟ ہم کو جانا ہے بہت اونچا حد پرواز سے

وہ ایک مومن کی نگاہ سے سیاست، صحافت، سیادت، قیادت، امارت، خلافت، امانت ودیانت، معاشرت ومعیشت، صنعت وحرفت، حلت وحرمت، حسن وقبح، خیر وشر اور نفع ونقصان کو دیکھتا تھا۔ وہ زبان حال، صدق مقال، حسن فعال، بحث وتحریر اور ادارت وصحافت کے میدان میں اپنی دوراندیشی، دوررس ایمانی وایقانی قوتوں سے متصف ہوکر ہی قلم کو جنبش دیتا تھا۔

معاملات کی صفائی میں اس کا کوئی ثانی نظر نہیں آیا۔صبر وشکیبائی پتہ نہیں اس نے کہاں سے پائی تھی؟ احسان وانعام کرنا اس کا اپنا مزاج تھا مگر کسی کا احسان بلکہ ادنیٰ منت کش احسان ہونا اور سخت حالات میں بھی کسی طرح کی مدد قبول کرلینا اسے گوارہ نہ تھا، اس سلسلہ میں وہ بے مروتی کی حدتک جانے کو تیار تھا۔اپنی ذات کے سلسلہ میں اس کی اپنی کوئی خواہش تھی نہیں ''ویوثرون علی انفسهم و لو كان بهم خصاصة' '(الحشر:۹) کا مصداق تھا، قلم اس کی چاکری کرتی، زبان اس کے گھر کی لونڈی تھی، فارسی، عربی، اردو اور انگریزی کے الفاظ وکلمات اور بہترین جملے ہاتھ باندھے صف بستہ کھڑے رہتے تھے۔وہ اردو، انگریزی اور فارسی کی نظم ونثر میں یکساں خامہ فرسائی اور گہرباری کرتا تھا۔ کسی بھی موضوع، شخصیت اور عنوان پر برجستہ بلکہ قلم برداشتہ لکھ لے جانے کے گر سے مزین تھے۔اعلام امت وجماعت ہوں یا عام علماء، ان سے متاثر ہوئے اور بہترین کلمات بن گئے اور صفحہ قرطاس پر بکھر گئے۔ جرائد ومجلّات کی زینت بن گئے۔ان کا قلم شخصیات کی خبر وفات سنتے ہی مرثیہ ومحاسن لکھ کر فارغ التحصیل ہوجاتا، یہ منظومات جہاں زبان وادب کا شاہکار، انمول علمی ذخیرہ اور اثاثہ ہیں وہیں عصر حاضر کے علماء کو بہترین خراج عقیدت، ایک علمی ورثہ، شخصیات اور رجال امت سے متعلق گراں بہا معلومات اور حالات زندگی سے متعلق جامع کلمات والفاظ میں ان کی زندگی کا بہترین مرقع ہیں۔

حقائق وحالات پر اس کی گہری نظر ہوتی تھی۔معاملات اور واقعات کو اس کے صحیح تناظر میں پرکھتا تھا، اس کے تجربات ومشاہدات طویل وگہرے، اخلاص وعلم، دقت نظر اور وسعت فکر وخیال اور مبدأ و مآل پر نظر رکھنا اس کی فطرت اور جبلت میں داخل تھا۔ وہ کسی خاص من پسند، زرق وبرق اور پرکشش ماحول کی پیداوار نہ تھا اور نہ اسے دنیا کے کسی متاع ومنال، جاہ ومال، منصب ومقام کی آرزو وتمنا، خوف ورجا، حسد وطمع۔اپنی طرف مائل اور اپنا قائل کرسکتا تھا کہ تحریروں اور اداریوں میں زبان حال اور صدق مقال سے گویا صاف کہتا تھا۔

جہاں بنی میری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

اداریے جو متعدد اوقات میں آپ تحریر فرماتے رہے وہ اردو ادب کے بہترین نمونہ ہیں، معلومات کے گنجینہ ہیں، حالات حاضرہ کے عکاس اور آئینہ ہیں، حقائق وصداقت کے نمونے ہیں اور تبصرے، تجزیئے، تحلیلات موضوع کے کنہ وحقیقت اور اصلیت تک پہنچنے میں کامیاب ہیں۔گویا آپ نبض شناسائے زمان ومکان ہیں خواہ آپ نے عالمی سیاست کے حوالے سے خامہ فرسائی کی ہو، خواہ محلی، داخلی، ملکی اور ملی مسائل ہوں یا سیاسی، خواہ ملک کے اقتصادی، اخلاقی اور قانونی یا سماجی امور، سب پر آپ کے تبصرے اور تجزیئے بے لاگ و برمحل ہوا کرتے تھے۔اور بعض کے نتائج اس کی تصدیق کرتے تھے۔آپ نے علمی مضامین بھی لکھے اور کتابیں بھی، فکر وفن، فلسفہ، شخصیات اور ان کے افکار ونظریات، خیالات اور عقائد ورجحانات پر بھی روشنی ڈالی اور ان کی تہہ تک پہنچ کر ان کو آشکار کیا اور نکھارا بھی اور دوٹوک اور واضح رائے کا اظہار کیا، خواہ وہ اقبال کا فکر وفلسفہ ہو یا دیگر شخصیات کا۔ چونکہ آپ ایک اہم دینی وعلمی خانوادہ کے گل سرسبد تھے اور تحریک شہیدین جو برصغیر میں اپنی لازوال اور گوناگوں دینی وملی، مذہبی اور ملکی خدمات کا ہراول دستہ اور اولین مرد میدان تھی آپ اس سلسلۃ الذہب کی بعد کی ایک سنہری کڑی تھے اور اس کے وارث وامین بھی تھے۔اس

لیے آپ کی فکر پختہ تھی اور منہج وعقیدہ صحیح اور عمدہ تھا۔ گرچہ آپ نقوی کہلاتے تھے اور امروہہ کے شیعہ خاندان سے تعلق تھا مگر جب سلفیت اور سنیت کو اجداد نے قبول کیا تو یہ رنگ زیادہ نکھرا ہوا ثابت ہوا۔ آپ کے والد گرامی قدر مولانا سید تقریظ احمد سہسوانی بھی جید عالم دین، پختہ صاحب قلم اور گہرے علم وادب اور فکر وفن کے مالک و ماہر تھے اور آپ کا آبائی وطن، بدایوں جیسی جگہ میں سہسوان کی تاریخی علمی اور سلفی بستی بھی چہار دانگ عالم اور عرب وعجم میں اپنی سنیت اور سلفیت میں معروف ومسلم تھی۔ آپ کی مجلسیں ایسا لگتا تھا کہ اس کا عکس جمیل تھیں، غیرت قومی وملی کے ساتھ کتاب وسنت سے محبت اور اس کی غیرت دو آتشہ تھی، جس پر عام زندگی کے علاوہ خصوصی نجی زندگی شاہد عدل تھی۔ آپ کے بعض رسالے اور ردود اور جوابات اس کے بین ثبوت ہیں۔ آج کتاب وسنت کی بالادستی اور اس کا تمسک، فقہی اور مسلکی معاملہ اور چند امتیازی وخصوصی مسائل تک علماً محدود کر کے جس انداز میں تعارف اہلحدیث کرایا جا رہا ہے اور بقیہ نجی زندگی اور کاروبار حیات میں جس تیزی سے فرق وامتیاز برتا جا رہا ہے بلکہ اہل حدیث کا طرہ امتیاز کامل سنت کی مکمل پیروی واتباع اور تمسک بالکتاب والسنہ جو اس کا حقیقی جوہر تھا اس کا عملی فقدان نظر آ رہا ہے، آپ کی سماجی ونجی زندگی اس دوہرے معیار سے پاک تھی اور سنت کی ہر بات میں پیروی، صدق دلی، عقیدہ کی پختگی، علم میں رسوخ، عمل میں پاکیزگی اور نیتوں کی درستگی آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ اللہ کا خوف، دنیا سے بے رغبتی، عقیدہ توحید کی پختگی اور منشط و مکرہ، سرد وگرم، تونگری وتنگ دستی اور صحت ومرض ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے تقویٰ سے ایسا متصف ومتقی انسان ملنا مشکل ہے۔ تقدیر پر ایمان وعقیدہ کا عملی نمونہ اور یوم آخرت اور روز جزا کا ایسا اتقان وایمان اور اس کے اثرات و برکات کو کھلی آنکھوں سے دیکھا، مشاہدہ کیا، سنا اور اس میں بھی ورع، احتیاط اور تقویٰ کا یہ عالم کہ جمعیت و جماعت کے لیے رات دن ایک کر کے اردو انگریزی مقالات کے ترجمے کر دیتے، محاسن اسلام نامی کتاب کا ترجمہ بزبان انگریزی مختصر وقت میں کر دیا، اداریے تحریر فرما دیئے، دستور جمعیت کو باریک بینی سے انگریزی زبان جاننے والوں اور بعض ناعاقبت اندیشوں کے ذریعہ جمعیت کو کورٹ میں گھسیٹنے کی پاداش میں صبح وشام ایک کر کے انگریزی کا جامہ پہنا دیا اور باوجود پیرانہ سالی، ہجوم امراض وعلل، قلت وسائل اور مال و میٹریل معمولی کاغذ پر لکھ کر تیار ہی نہیں کیا بلکہ جب تک اس کے پروف پڑھ کر تصحیح وتبییض نہ کر دی، چین کی سانس نہیں لی اور نہ اس کا معاوضہ، اکرامیہ و اعزازیہ قبول فرمایا اور سخت وسنگین حالات میں زور وز بردستی اور لجاجت وملامت کے ذریعہ بالجبر چند روپے زیب جیب جامہ کرنے پر ایک عجیب انداز کی مسکراہٹ اور دل آویزی ودلفریبی اور مہین انداز سے تطییب خاطر ومروت ولحاظ کرتے ہوئے واپس لینے پر مجبور کرتے اور کبھی نہایت شائستہ مہذب ومتین مگر باریک دلیلوں اور دعووں سے اسے رد فرما دیتے۔ دنیا لینے کے لیے اس طرح کے اسالیب استعمال کرتی ہے وہ دینے اور نہ لینے کے لیے حکیمانہ وفاضلانہ انداز اپناتے تھے۔ اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ کے جنرل سکریٹری معروف عالم دین شیخ عمر فلاتہ دوران درس بیان کرتے تھے کہ ملک خالد آل سعود نے مشہور عالم ومحدث اور زاہد سماحۃ الشیخ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ کی خدمت میں بیگ میں رکھ کر کچھ ریال بھیجے۔ آپ نے جب بے رغبتی دکھائی اور واپس کرنے لگے تو قاصد نے جو دانا وہوشیار تھا کہا کہ مدینہ کے حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیں تو آپ نے برجستہ فرمایا: بادشاہ سلامت فقراء مدینہ منورہ کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ میں نے بھی بسا اوقات ان کی خدمت میں کچھ پیش کرنے کی کوشش کی تو صاف انکار فرما دیا اور یہ عرض کرنے پر کہ آپ حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیں تو فرماتے کہ آپ حاجت مندوں کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، یہ کہہ کر واپس کر دیتے۔ اگر قصص و حالات اور ذاتی واقعات وحادثات کا ذکر جمیل چھیڑا جائے تو سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لیے۔ راقم نے ان کے سانحۂ ارتحال پر جو تعزیتی اور دعائیہ کلمات لکھے تھے برجستہ یہ شعر حیطۂ تحریر میں آ کر ثبت صفحۂ قرطاس ہو گیا تھا:

فقیری میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

جمعیت کے کاموں سے دلچسپی، اس سے محبت اور بے لوث خدمت کا جو جذبہ فراواں میں نے نقویؒ صاحب کے اندر پایا اور میں نے ان کے اندر جس طرح کی فدائیت واپنائیت کا مشاہدہ کیا وہ حقیقت میں جمعیت و جماعت کے لیے بھی اور خود میرے لیے بھی مایۂ صد افتخار اور سب کے لئے سرمایۂ عظیم ہیں۔ جمعیت کے انتہائی پر آشوب دور میں جب ہم لوگوں نے یہی نہیں کہ جمعیت کے معمول کے کاموں کو باوجود قرض کی گراں باری اور حالات کی ناہمواری کے آگے بڑھایا اور نت نئے کاموں کا آغاز بھی کیا تو اس وقت تقریباً سو سالہ پرانی جمعیت کے پاس کوئی ایسی عمارت نہیں تھی جس میں سکون سے قیام وطعام کیا جائے کہ اس کی مجالس شوریٰ کے اجلاسوں کو منعقد کرنے کے لیے بھی کوئی جگہ نہیں تھی اور اس کے لیے در در کی دریوزہ گری کرنی پڑتی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے، احباب واراکین ومحسنین کے تعاون اور ہمارے عزم وارادے کی

بدولت بلڈنگوں کی تعمیر شروع ہوئی، اردو وہندی جرائد ورسائل اور خاص طور پر انگریزی وعربی پرچے جن کے بارے میں اس وقت سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا ان کا اجراء عمل میں آیا۔ اوران سب جرائد ومجلّات کے متعدد ضخیم وباہدف خصوصی شمارے شائع ہوئے۔ اہم ترین کتابوں کی تیاری اور طباعت کا کام بھی شروع ہوا۔ المعہد العالی برائے افتاء ودعوۃ بھی مالی اور جانی گراں باری کا سبب بنا۔ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنسوں، سیمیناروں، سمپوزیموں، پریس کانفرنسوں اور تنظیمی وتعلیمی کنونشوں کے انعقاد کا بڑے پیمانے پر سلسلہ شروع ہوا اور وقت و حالات اورضرورت کے پیش نظر قومی یکجہتی وخیر سگالی اوراندرونی وبیرونی دہشت گردی کے خلاف سمپوزیموں کا انعقاد عمل میں آنے لگا۔ حالات واوضاع کے تناظر میں پریس ریلیز کا اجراء ہونے لگا۔ پریس کانفرنسوں کا ایک سلسلہ قائم ہواخاص طور سے ایسے وقت میں جب کہ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈے تیز ہورہے تھے اور مدارس کے کردار کو کمزور ومشکوک اور شدت پسندی سے متہم کرنے کی کوشش کی جانے لگی تھی، ملت کی شیرازہ بندی کا کام شروع ہوا جب کہ ملت دوراہے پر کھڑی تھی اور ''اعجاب کل نفس بنفسہ'' کا عام چلن تھا، جماعتوں اور تنظیموں کے درمیان افہام وتفہیم اور ایک دوسرے کی تکریم کے بجائے تفریق وتنفیر اور انتشار کا رجحان بڑھنے لگا، سیاسی و سماجی اتھل پتھل اورٹوٹ پھوٹ کے گوناگوں مسائل درپیش تھے۔ اس وقت جمعیت نے حتی المقدور اور ممکنہ حد تک ان میدانوں میں موثر حصہ لیا اور بسا اوقات اپنا قیادی کردار ادا کیا۔ لوگوں کو سخت تعجب ہوتا تھا کہ ان سارے کاموں کے لیے اموال اور رجال کہاں سے فراہم ہوتے ہیں اور یہ امور کیسے انجام پاتے ہیں خصوصا اخراجات کیسے پورے کیے جاتے ہیں اور لوگ برملا اور نجی ملاقاتوں میں بھی متعجبانہ ومتجسسانہ سوال کرتے رہے ہیں کہ یہ سب کیسے انجام پا رہے ہیں؟ تو حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس مادی وسائل کبھی اتنے فراہم ہوئے ہی نہیں کہ اس کا کوئی تشفی بخش جواب دیا جاتا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مالیات کی قلت ''الآن کما کان'' کا سماں تھا اور خود جب میں پیچھے پلٹ کر دیکھتا ہوں تو حیران ہوجاتا ہوں کہ مبانی ومعانی پر مشتمل کیسے کیسے کام کیسے انجام پاگئے! اس سوال کا تشفی بخش جواب یہ ہے جس کو میں برملا بھی کہتا رہا ہوں اور سچائی بھی یہی ہے کہ حافظ محمد یحییٰ دہلوی رحمہ اللہ دنیا ان کے بارے میں چاہے جو کہے اور ''کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا'' لیکن ان کی دعائیں وآہیں، متانت وسنجیدگی اور جمعیت و جماعت کے عظیم وقدیم تجربات اور گرہ سحر گاہی خواجہ قطب الدین مونسؒ کا اخلاص، فدائیت، قلندری وجلالی، جوش وجذبہ اور بے سروسامانی اور غربت کے باوجود جمعیت کے کاموں کو جان پر کھیل کر انجام دینا، چاروں پرچوں کے پرنٹر پبلشر کی حیثیت سے بے لوث تگ ودو کرنا اور اپنی پیرانہ سالی کے باوجود آمد ورفت کے لیے ایک پیسہ تک قبول نہ کرنا، دعا وتشجیع کے کلمات و دیگر مساہمات کے ذریعہ ہر محاذ پر کھڑا رہنا، انگریزی، ماہنامہ دی سمپل ٹروتھ کے بانی ایڈیٹر اوراس کے تنہا کرتا دھرتا ڈاکٹر ابوالحیات اشرف صاحب کا اخلاص، تگ ودو، فکر مندی، احساس ذمہ داری، جمعیت و جماعت کے لیے فداکاری، باوجود پیرانہ سالی وبعد مکانی جمعیت کے کاموں میں پیش پیش اور سینہ سپر رہنا، اعلیٰ منصب اور گراں قدر تنخواہوں کو تج کر ان کارناموں کو انجام دینا اور صحت ومرض کی پرواہ نہ کرنا اور ہمارے ممدوح ابن احمد نقویؒ کی جریدہ ترجمان کی ادارت سمیت دیگر اہم کاموں میں رہنمائی، فکرمندی اور ایثار وقربانی دعاء نیم شبی یہ سب ہمارا سرمایہ ہیں جو بہت سے اموال اور بہتیرے نام نہاد رجال سے بہتر معین ومددگار ثابت ہوئے، اور یہ اور دیگر بندگان الٰہی جو حقیقت میں ریا نمود سے دور اور داد ودہش سے نفور، کردار کے غازی اور پکے اور سچے نمازی ہیں ہماری تعمیر وترقی کے باعث اور کل کائنات ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر مادی توجیہات اوراس کے کرشمات واثرات اس قابل ہیں ہی نہیں جو اس تناظر میں لائق ذکر ہوں۔ حقیقت میں ہمارا کل اثاثہ یہی مردان خدا ہیں۔ آہ!

جو بادہ خوار پڑے تھے وہ اٹھے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقاء دوام لا ساقی
یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

اس قحط الرجال کے عالم میں جو زیب داستان کے لیے نہیں ہے بلکہ حقیقت پر مبنی ہے اور فتنہ وفساد کے زمانہ میں آج بھی ہماری جمعیت وجماعت تہی دست نہیں ہے، خصوصا مرکزی جمعیت کے موقر اراکین عاملہ وشوریٰ، اکابر علمائے کرام، گرامی قدر ائمہ ومتولیان مساجد، اساتذہ مدارس وجامعات، محسنین باتمکین اورعوام وخواص کا ایک خاصہ حصہ اپنی بے سروسامانی مگر اخلاص کی فراوانی کے ساتھ آج بھی ہمارے لیے آنکھوں کا نور، دل کا سرور اور مشترکہ عظیم سرمایہ

ہیں۔لیکن نقوی صاحب کا بدل کہاں؟ مولائے کریم نعم البدل عطا کردے اس کے خزانے میں کمی ہی کیا ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

جمعیت و جماعت کو اگر یہ جنس گراں مایہ حاصل ہے اور یقیناً حاصل ہے تو ہمیں، الحمدللہ وقت اور حالات کی ناہمواریوں، ستم ظریفیوں اور فتنہ سامانیوں سے کبھی بھی ہراساں نہیں ہونا چاہیے۔ان شاءاللہ

ہمارے ممدوح مرحوم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے رکن رکین بھی رہے۔اپنے والدگرامی کے دور سے خوشہ چیں بھی۔اس کے بہت سے راز و نیاز کے امین بھی رہے۔اس کے کاموں اور کارناموں میں دخیل بھی رہے۔اس کے صحافتی و دیگر امور میں شریک بھی رہے اور مختلف ادوار و احوال میں مشیر بھی رہے۔خصوصا جب اپنوں کی یلغار و ناعاقبت اندیشی و ریشہ دوانی کے معاملات ہوں، غیروں کے ہتھکنڈے اور حربہ و ہتھیار ہوں جان کر بیحد پریشان ہوجایا کرتے تھے اور ریشم کی طرح نرم رہنے والے شخص عزم وحزم اور اقدام و مقاومت میں فولاد نظر آتے تھے اور مصلحت اور حکمت کی بات کرنے پر تڑپ کر رہ جاتے تھے۔ایک مناسبت سے اداریہ لکھا اور خوب لکھا۔عنوان جمایا تو میں دنگ رہ گیا اور مجھے بے حد سخت محسوس ہوا، اس کے عواقب ونتائج سب پر غور کرکے اسے نہ شائع کرنے کا عندیہ دیا تو بے حد خفا ہوگئے اور بدلائل وحجج بضد اور مصر رہے کہ شائع کرنا چاہئے۔اس کے عنوان ''لاتفسدوا'' کے بدلنے کی تجویز پر تو راضی نہیں ہوئے۔لیکن ان کے ادلہ اور حقائق پر مبنی کلام میں جہاں جہاں لب ولہجہ اور کلمات اور فقرے سخت تھے کو نرم کردینے پر قدرے اور حذف واضافہ کردینے پر خفا نظر آئے پھر راضی ہوگئے۔ایک مرتبہ ایک اور نازک گھڑی میں ایک تحریر (پیام امیر یا خطاب امیر) کے نام سے لکھا۔اتفاق سے میں ان کے در دولت پر پہنچ گیا۔اس وقت کے حالات پر گفتگو ہوئی تو گویا ہوئے کہ مجھے بھی امیر محترم سے ملنا ہے۔تشریف لے گئے مگر راستے میں اس تحریر کی بھنک نہ لگنے دی۔وہاں پہنچ کر امیر محترم کو پیش کردیا، میں نے جب کہا کہ آپ نے یہ کیسے لکھ دیا؟ کہا امیر صاحب کے حکم سے۔میں حیران رہ گیا کہ امیر صاحب بہت ناگزیر حالات میں کسی کو فون کرتے ہیں۔پھر نقوی صاحب مستقل فون نہ رکھتے ہیں اور نہ کرنے پر اٹھاتے ہیں۔الغرض حالات کی نزاکت کے مدنظر امیر صاحب اور نقوی صاحب اور دیگر حاضرین نائب ناظم اور مفتی صاحبان اس کو جلد از جلد شائع کرنے پر مصر تھے اور راقم اس مبنی برحقیقت تحریر کو شائع کرنے میں بوجوہ متردد و مانع تھا۔لیکن اس ادھیڑ بن میں پڑنے کا چنداں موقع و وقت نہیں تھا، اس لیے ان دونوں بزرگوں کے تیور دیکھ کر اس کو عام کرنے پر خاموشی بہتر سمجھی، مگر چند الفاظ اور لہجے زیادہ ہی سخت تھے۔ہمت تو نہ تھی اور نہ سنی جاسکتی تھی پھر بھی جرأت و حکمت کے تیر چلاتے ہوئے کہا کہ لب ولہجہ اور لفظ جتنا بھی مناسب حال ہو امیر محترم کے عالی مقام کے شایان شان نہیں۔نقوی صاحب مرحوم نے تو نہیں، امیر محترم حافظ محمد یحییٰ دہلوی رحمہ اللہ نے بڑے سپاٹ انداز میں فرمایا کہ اس لفظ کو بدل دیجئے۔یہ تھا اس پیر جواں مرد کی جمعیت و جماعت کے عزت و وقار اور اس کے مقام و مرتبہ کا پاس ولحاظ اور غیرت وحمیت کا خیال۔یہی نہیں بلکہ تمام ملی، ملکی، عالمی اور جماعتی مسائل پر بڑی فکر مندی کا اظہار فرماتے تھے اور باہمہ حلم و برد باری، دور اندیشی اور انکساری بے دھڑک کود پڑنے کا حوصلہ دیتے تھے۔ان معاملات میں ان سے بھی سخت موقف و مشورہ، ایکشن اور ردعمل نائب امیر محترم ڈاکٹر سید عبدالعزیز سلفی رحمۃ اللہ علیہ کا ہوتا تھا وہ کسی بھی مصلحت کے قائل نہ تھے۔یہ دونوں پیرانہ سالی، جسمانی کمزوری، حالات وظروف کی پامالی اور اضمحلالی کو خاطر میں لاتے ہی نہیں تھے۔رہ گیا وہ مرد مجاہد اور جمعیت کے ماضی، حال اور مستقبل کا رمز شناس اور ماہر جس کا نام نامی یحییٰ تھا اس کو تو پوچھو مت۔یہ تینوں ہی اس شعر کے مصداق تھے۔

تری الرجل النحیف فتزدریہ
وفی اثوابہ اسد ضریر

البتہ ہمارے ممدوح ومکرم مولانا عبدالقدوس بن احمد اطہر نقوی حالات و ظروف کی روشنی میں

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

کے مصداق اخلاق ومروت میں آکر اپنے موقف میں لچک پیدا کرلیتے تھے۔مگر ڈاکٹر سید عبدالعزیز سلفی اور سابق امیر حافظ محمد یحییٰ دہلوی رحمہم اللہ جرأت بے جا کرنے والوں اور جمعیت و جماعت کو خرخشے میں ڈالنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے قائل تھے۔لیکن جمعیت و جماعت اور ملک وملت کے عظیم تر مفاد اور مصلحت ومنفعت کی خاطر جب اھون البلیتین واخف الضررین اور اھم الامرین اور اقرب المصلحتین کی طرف توجہ دلاتا تو باوجود اصول پسندی اور غیرت وحوصلہ مندی، دستور وقانون اور دین وشریعت کی پابندی اور اصول پسندی کے میری درخواستوں اور عرض داشتوں کو بسا اوقات درخور اعتناء ہی نہیں بلکہ دعا وتحسین کے ساتھ قبول بھی فرماتے تھے۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے 'والوں' میں

یہ آپ کا دل وگردہ تھا یا جماعت سے والہانہ محبت اور فدائیانہ تعلق کہ جب تک جسم میں ادنیٰ طاقت اور آنکھوں میں دم تھا ہلتے کانپتے مجالسہائے عاملہ و شوریٰ میں شرکت فرماتے تھے، مسائل و مشکلات کی عقدہ کشائی میں اپنی ساجھیداری نبھاتے تھے اور طویل جماعتی وجمعیتی تجارب، نشیب وفراز اور اتار چڑھاؤ جسے وہ قریب سے مگر مدتوں سے عنفوان شباب بلکہ ایام طفولیت سے مشاہدہ فرماتے رہے تھے، نباض جماعت و جمعیت اور ملت ہونے کے ناطے اقتراحات وتوصیات اور تجاویز وقرار دادیں پیش کرنے میں دریغ نہیں کرتے تھے۔ تبصرے بھی برمحل رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مرکزی جمعیت کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں ایک بزرگ ایک غیر دستوری مجلس کی وجہ سے جمعیت میں بحران پیدا ہوا تھا اس کا ذمہ دار امیر محترم حافظ محمد یحییٰ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شریک مجلس نہ ہونا قرار دے رہے تھے اور اس پر بضد اور مصر تھے۔ امیر محترم اپنی عادت کے مطابق اپنا دفاع بھی ایسے حالات اور تناظر میں کرنا پسند نہیں فرماتے تھے الا یہ کہ پانی سر سے اونچا ہوجائے۔ انہوں نے غالبا صرف اتنا کہا کہ غیر دستوری مجلس میں میں کیسے شریک ہوجاتا۔ مگر دوسرے بزرگ مصر تھے کہ آپ کو حاضر ہونا چاہئے تھا۔ اس وقت نقوی صاحب رحمہ اللہ نے برجستہ مگر برمحل اخلاقی ودستوری ایسی بات کہی جس پر مجلس نے راحت کی سانس لی اور ''**قطعت جهيزة قول كل خطيب**'' ثابت ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ امیر محترم نے ایسی غیر دستوری انتخابی مجلس میں شرکت نہ فرما کر جمعیت پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر شریک ہوجاتے تو اقتدار بالا اور ذمہ دار اعلیٰ کے مقام ومرتبے کا تقاضا ہوتا اور ہم مجبور ہوتے کہ اس کے قرارات وتجاویز کو منظوری دیں اور دستور جمعیت اور شعبہ تنظیم کا تقاضا اور مطالبہ تھا کہ ایسے غیر دستوری عمل کی تصدیق کر کے ایک بری اور غلط سنت قائم نہ کی جائے۔ امیر محترم نے دستور واقتدار اعلیٰ کے ٹکراؤ اور بحران سے جمعیت کو بچالیا، ہم اس بات پر آپ کے مشکور ہیں۔ اور یوں یہ طول پکڑتا مسئلہ خوبصورتی اور دستوری طور پر حل ہوکر سب کے لیے قابل قبول ہوگیا۔ اس طرح کے اور بھی بہت سارے اور برمحل آپ کے مشورے اور مبنی بر اصول فرمودات مجلس کے اندر پیش آمدہ مشکل معاملات میں فیصلہ کن اور جمعیت کے حق میں نفع بخش ثابت ہوتے تھے۔

نائب امیر کا عہدہ قبول کرنے میں بطور انکساری پس وپیش میں تھے، مگر اصرار کرنے پر اسے قبول کیا تو نبھانے کی کوشش بھی کی۔ جسم وجان ساتھ نہیں دیتے، بینائی بھی ختم ہوگئی تھی مگر ہوش وحواس، عقل وخرد اور یادداشت آخری وقت تک بحال تھی اور حافظہ وذاکرہ پہلے ہی کی طرح قوی تھا اور جسم میں بسا اوقات نقاہت کے باوجود جمعیت و جماعت کے موضوع پر رائے ومشورے دیتے اور کرتے تھے۔ آخری ملاقات رمضان المبارک میں افطار سے چند گھنٹے پہلے ہوئی تھی، ضعف وکمزوری جسم اور چہرے مہرے سے صاف ظاہر تھی، تاہم بڑی فکرمندی اور حوصلے سے جمعیت کی تعمیر وترقی کے سلسلہ میں باتیں کیے جارہے تھے، ہمت بڑھانے، ڈھارس بندھانے اور داد وتحسین کے ذریعہ نئے نئے اقدامات کرتے رہنے کا حوصلہ بخشنے میں حریص نظر آرہے تھے۔ ملت کی موجودہ صورت حال پر آپ کو بے حد تشویش تھی۔ آپ نے ایسے حالات میں بھی اس پر سیر حاصل بحث کی۔ حالات جان کر کہیں حزین وغمگین ہوتے تو بعض اخبار واحوال جان کر مسرور ہوتے اور چہرے پر بشاشت اور قوت کے آثار پیدا ہوجاتے۔ چنانچہ زندگی کی اس آخری ملاقات میں مجھے بھی نہ احساس قرب وقت افطار رہا اور نہ باوجود ان کی صحت کی کمزوری اور آدابِ عیادت مدتِ فواق ناقہ کی یاد رہی آنا فانا خیال آتے ہی اٹھ کھڑا ہوا، افطار کا وقت آگیا۔ اس کے بعد آخری عشرہ میں ان کی خرابی صحت کے بارے میں جان کر بیحد افسوس ہوا۔ میں ایسی جگہ محصور ومجبور پڑا تھا کہ اس سے نکلنا آسان نہ تھا بلکہ قطعی عیادت مریض واتباع جنازہ سے منع تھا۔ اس سلسلہ میں عزیزان مولوی رئیس فیضی، مولوی اشفاق سلفی اور ڈاکٹر دوالے کر پہنچ گئے تھے۔ اور میرے فرزند ارجمند ڈاکٹر اسعد سلمہم اللہ جن سے نقوی صاحب بیحد مانوس تھے اور ان کی آمد کے منتظر رہتے تھے، نے دہلی پہنچتے ہی عیادت کی اور میسر وممکن دوائیں اور لائق حال اور عید کی آمد کی مناسبت سے کچھ ہدایا بھی بہم پہنچائے۔ لیکن موت سے کس کو رستگاری ہے۔

چنانچہ عید سعید اور تقریب دلفریب کے بعد فرقت اور موت کا وقتِ موعود آپہنچا اور یہ نفس مطمئنہ تقریبا نواسی سال کی عمر میں جان جاں آفریں کے سپرد ہوگئی اور اپنے رب کریم کے حضور راضی برضا پہنچ گئی اور اللہ کی جنت الفردوس الاعلیٰ اور اس کے نیک بندوں میں بفضل اللہ ورحمتہ داخل ہوگئی۔ اور یوں غفور نگر کی ہنگامہ خیز جگہ سے نکل کر غفور ورحیم کے دریائے رحمت کی موج تلاطم خیز اور باغ فرحت انگیز کے مکین بن گئے اور سب کو غمگین وسوگوار چھوڑ کر شہر خموشاں کیا گئے کہ گلستانِ علم وادب، زہد وورع اور جہانِ لوح وقلم کو سنسان وہلکان کرگئے۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆☆☆

عشرۂ ذی الحجہ: فضائل واعمال

مولانا ابوحمدان اشرف فیضی

ذی الحجہ اسلامی سال کا آخری مہینہ ہے اور حرمت کے چار مہینوں میں سے ایک ہے، عشرہ ذی الحجہ سے مراد ذی الحجہ کے شروع کے ابتدائی دس ایام ہیں، ویسے تو پورا مہینہ محترم ومعظم ہے مگر اس کا پہلا عشرہ خصوصی رحمتوں اور فضیلتوں کا حامل ہے، اس عشرہ کے چند اہم خصائص، فضائل اور اعمال ملاحظہ فرمائیں:

خصائص وفضائل:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے عشرۂ ذی الحجہ کی قسم کی کھائی ہے: وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ (الفجر:۱۔۲) وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے مراد مفسرین کے نزدیک ذی الحجہ کے ابتدائی دس ایام ہیں، یہی قول ابن عباس، ابن زبیر رضی اللہ عنہم، مجاہد، طبری، قرطبی، ابن کثیر اور شوکانی وغیرہم رحمہم اللہ کا ہے اور اللہ کا کسی چیز کی قسم کھانا اس کی عظمت وفضیلت کی دلیل ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: الفجر ۱۔۲)

۲۔ یہ ایام پورے سال کے ایام میں سب سے افضل ہیں اور اس کے افضل ہونے کی گواہی نبی ﷺ نے حدیث میں دی ہے۔ دنیا کے سب سے افضل ایام ذی الحجہ کے ابتدائی دس ایام ہیں، کہا گیا: کیا جہاد فی سبیل اللہ کے ایام بھی ان کے مثل نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ کے ایام بھی ان کے مثل نہیں ہیں، مگر وہ شخص جو اپنا چہرہ مٹی میں لتھیڑ دے۔ یعنی شہید ہوجائے۔ (صحیح الجامع: ۱۱۳۳، صحیح الترغیب: ۱۱۵۰)

۳۔ اس عشرہ میں کیے گئے اعمال اللہ کے نزدیک سب سے افضل ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عشرہ ذی الحجہ سے افضل عمل کوئی نہیں۔ لوگوں نے کہا: جہاد بھی نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں جہاد بھی نہیں، سوائے اس شخص کے جو اپنی جان ومال کے ساتھ نکلا اور واپس آیا تو کچھ بھی ساتھ نہ لایا (بلکہ سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کردیا۔) (بخاری: ۹۶۹)

۴۔ عشرۂ ذی الحجہ کے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں: ارشاد نبوی ہے: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دنوں یعنی عشرہ ذی الحجہ کا نیک عمل اللہ تعالیٰ کو تمام دنوں کے نیک اعمال سے زیادہ محبوب ہے، لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد بھی (اسے نہیں پاسکتا)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد بھی نہیں، مگر ایسا شخص جو اپنی جان ومال کے ساتھ نکلا اور لوٹا ہی نہیں۔ (سب کچھ قربان کردیا) (سنن ابی داود: ۲۴۳۸)

۵۔ عشرہ ذی الحجہ کے اعمال سب سے زیادہ پاکیزہ اور باعث اجر وثواب ہیں: حدیث نبوی ہے: اللہ کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ میں کیے گئے عمل سے زیادہ پاکیزہ اور زیادہ اجر وثواب والا کوئی عمل نہیں، کہا گیا: کیا اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ہاں) اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں، مگر وہ شخص جو اپنی جان ومال کے ساتھ نکلا اور ان میں سے کسی بھی چیز کے ساتھ واپس نہیں لوٹا۔ (ارواء الغلیل: ۳/۳۹۸، اسنادہ حسن، صحیح الترغیب: ۱۱۴۸)

۶۔ ایام حج: ذی الحجہ کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں مناسک حج ادا کئے جاتے ہیں، اس کی آٹھویں تاریخ (جسے یوم الترویہ کہا جاتا ہے) سے اعمال حج شروع ہوتے ہیں۔

عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو۔ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو یوم عید بنالیتے۔ آپ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ اس نے جواب دیا (سورۃ المائدہ کی یہ آیت) ''آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا''، عمرؓ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور اس مقام کو (خوب) جانتے ہیں جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی (اس وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں جمعہ کے دن کھڑے ہوئے تھے۔

اسی طرح دوسری روایات میں ہے: عمار بن ابی عمار کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے آیت **اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا** پڑھی، ان کے پاس نازل ہوئی ہے اس دن کو ہم عید (تہوار) کا دن بنالیتے یہ سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آیت دو عیدوں کے دن نازل ہوئی ہے۔ ایک جمعہ کا دن اور دوسرے عرفہ کا دن تھا۔ (اور یہ دونوں دن مسلمانوں کی عید کے دن ہیں) (سنن الترمذی: ۳۰۴۴، صحیح الاسناد)

حج کا اصل دن عرفہ ھے: حدیث نبوی ہے: عبدالرحمٰن بن یعمرؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ اتنے میں کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے حج کے متعلق آپ سے پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج عرفات میں ٹھہرنے کا نام ہے۔ (سنن النسائی: ۳۰۱۶ صحیح)

کثرت سے جھنم سے آزادی کادن ھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ

سے اتنا آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن آزاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر بندوں کا حال دیکھ کر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ کس ارادہ سے جمع ہوئے ہیں؟ (مسلم: ۱۳۴۸)

ابن رجبؒ فرماتے ہیں: یوم عرفہ جہنم سے آزادی کا دن ہے، اس دن اللہ تعالیٰ عرفہ میں وقوف کرنے والے اور دوسرے شہروں کے مسلمان جو وقوف نہیں کرتے ہیں سب کو جہنم سے آزاد کرتا ہے (بشرطیکہ وہ اس دن کی قدر کریں اور اعمال صالحہ انجام دیں) (لطائف المعارف: ۳۱۵)

سب سے بہترین دعا عرفہ کی دعاھے: ارشاد نبوی ہے: **خير الدعاء دعاء يوم عرفة، وخير ماقلت أنا والنبيون من قبلي لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شئي قدير** (سنن الترمذی: ۳۵۸۵، حسن) سب سے بہتر دعا عرفہ والے دن کی دعا ہے اور میں نے اب تک جو کچھ (بطور ذکر) کہا ہے اور مجھ سے پہلے جو دوسرے نبیوں نے کہا ہے ان میں سب سے بہتر دعا یہ ہے **لا اله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كان شئي قدير** اللہ واحد کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے (ساری کائنات کی) بادشاہت ہے، اسی کے لئے ساری تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

عرفہ کا روزہ دو سال کے گناھوں کا کفارہ ھے: حدیث نبوی ہے: عرفہ کے دن کا روزہ ایسا ہے کہ میں امیدوار ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ ایک سال اگلے اور ایک پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ (مسلم: ۱۱۶۲)

ابن القیمؒ فرماتے ہیں: اگر کہا جائے کہ عاشوراء کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے، آخر ایسا کیوں؟ تو اس کی دو توجیہ ہے: عرفہ کا روزہ حرمت کے مہینے میں ہے اور اس کے پہلے اور اس کے بعد بھی حرمت کا مہینہ ہے، عاشوراء کے برخلاف۔ ۲۔ عرفہ کا روزہ ہماری شریعت کے خصائص میں سے ہے، عاشوراء کے برخلاف تو نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس کا ثواب بڑھا دیا گیا۔ واللہ اعلم (بدائع الفوائد ۵/ ۳۱۵)

عشرہ ذی الحجہ اور سلف صالحین: ۱۔ ابو عثمان نہدی فرماتے ہیں: سلف صالحین تین عشروں کی بڑی تعظیم کرتے تھے، ۱۔ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ۲۔ رمضان کا آخری ۳۔ عشرہ محرم کا پہلا عشرہ۔ (التبصرہ لابن الجوزی: ۲/ ۱۲۴، لطائف المعارف: ۸۴)

۲۔ سعید بن جبیرؒ جب اس عشرہ میں داخل ہوتے تو خوب عبادت کرتے یہاں تک کہ دوسروں کے لئے ویسی عبادت کرنا مشکل ہو جاتا۔ (رواہ الدارمی: ۱۷۷۴، وحسنہ الالبانی فی ارواء الغلیل: ۳/ ۳۹۸)

عشرہ ذی الحجہ ماہ ذی الحجہ کے داخل ہونے سے شروع ہوتا ہے اور عید قرباں کے دن ختم ہوتا ہے، اس عشرہ میں عمل سے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بھی دن میں نیک اعمال اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب نہیں ہیں جتنا ان دس دنوں میں محبوب ہیں، لوگوں نے کہا: اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں، مگر وہ شخص جو اپنی جان اور مال کے ساتھ نکلا مگر کسی بھی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا۔ (مجموع فتاوی الشیخ محمد بن صالح العثیمین: ۲۱/ ۳۷۔۳۸)

اس بنیاد پر میں اپنے مسلمان بھائیوں کو اس عظیم موقع کو غنیمت جاننے اور زیادہ سے زیادہ اعمال کرنے کی ترغیب دلاتا ہوں، مثلاً تلاوت قرآن، ذکر واذکار، تسبیح وتہلیل، تکبیر وتحمید، صدقہ وخیرات، روزہ اور دیگر نیک اعمال۔ مگر تعجب ہوتا ہے کہ لوگ اس عشرہ کی عبادتوں سے غفلت برتتے ہیں، رمضان کے آخری عشرہ میں نیکیوں میں خوب محنت کرتے ہیں لیکن عشرہ ذی الحجہ میں بہت کم ایسے ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن نیک اعمال کی طرف رہنمائی کی ہے اگر انسان اس عشرہ میں انہیں انجام دے تو بڑے خیر میں ہوگا۔

مطلق اعمال صالحہ: اس عشرہ میں کئے گئے اعمال صالحہ سال کے دوسرے دنوں کی بہ نسبت اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب، زیادہ پاکیزہ اور زیادہ باعث اجر وثواب ہیں۔ اس لئے اس عشرہ میں نیکی کے جو بھی کام مشروع ہیں زیادہ سے زیادہ ان کا اہتمام کریں اور گناہوں سے بچیں، یہ عشرہ موسم الطاعات والخیرات ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے کہ اس نے ہمیں ایسے فضیلت کے ایام اور مبارک اوقات عطا کیا کہ ہم کم وقت میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کر سکیں، اس عظمت والے عشرہ میں ہم نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت کریں، مسابقانہ جذبہ پیدا کریں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرہ: ۱۴۸) سو نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو، نیز فرمایا: وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ (آل عمران: ۱۳۳) اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض (چوڑائی) آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

اور فرمایا: سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (الحدید: ۲۱)

(آؤ) دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے یہ ان کے لئے بنائی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور

اللہ بڑے فضل والا ہے۔

بطور نمونہ بعض اعمال صالحہ ذکر کئے جا رہے ہیں، بطور خاص عشرہ ذی الحجہ میں ہم ان کی پابندی کریں؛ قیام اللیل کی پابندی، دعاؤں کا اہتمام، تلاوت قرآن، کوشش کریں کہ پورے عشرہ میں ایک بار ضرور قرآن ختم کریں، والدین کے ساتھ حسن سلوک، والدین کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک، صلہ رحمی، سلام کو عام کریں، کھانا کھلائیں، لوگوں کے درمیان صلح کرائیں، بھلائی کا حکم دیں برائی سے روکیں، زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کریں، نظروں کی حفاظت کریں، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک، مہمانوں کی ضیافت، انفاق فی سبیل اللہ، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹائیں، بیوی بچوں پر خرچ کریں، یتیموں کی کفالت، بیواؤں کی خبر گیری، مریضوں کی عیادت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھیں، ماتحتوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں، غائبانہ طور پر مسلمان بھائیوں کے لئے دعائیں کریں، امانت ادا کریں، عہد و پیمان پورا کریں، اذان واقامت کے درمیان دعائیں کریں، جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کریں، دلوں کو صاف رکھیں، بغض وحسد سے بچیں، خیر کے کاموں میں مسلمانوں کا تعاون، وغیرہ وغیرہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ذکر واذکار، تسبیح وتہلیل اور تکبیر وتحمید: کثرت سے ذکر واذکار، تسبیح وتہلیل اور تکبیر وتحمید اس عشرہ کا خصوصی عمل ہے۔

روزہ: عشرہ ذی الحجہ میں عید کا دن چھوڑ کر مطلق طور پر نفل روزہ رکھنا مستحب ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے: ہنیدہ بن خالد کی بیوی سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی سے روایت کرتی ہیں، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ کے (شروع) کے نو دنوں کا روزہ رکھتے تھے۔ (سنن ابی داؤد: ۲۴۳۷، صحیح)

فرائض وواجبات اور سنن ونوافل کی پابندی: عشرہ ذی الحجہ میں خاص طور پر فرائض وواجبات اور سنن ونوافل کی پابندی کریں، پنج وقتہ نمازوں کو باجماعت ادا کریں اور سنن ونوافل کا بھی اہتمام کریں، یہ تقرب الٰہی کا اہم ذریعہ ہیں، حدیث میں ہے:

ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری: ۶۵۰۲)

دوسری حدیث میں ہے: **علیک بکثرة السجود لله فانک لا تسجد لله سجدة الا رفعک الله بها درجة وحط عنک بها خطیئة** (مسلم: کتاب: الصلاة، باب: فضل السجود والحدث علیه: ٤٨٨) تم اللہ کے حضور کثرت سے سجدے کیا کرو کیوں کہ تم اللہ کے لئے جو بھی سجدہ کرو گے اللہ اس کے نتیجے میں تمہارا درجہ ضرور بلند کرے گا اور تمہارا کوئی گناہ معاف کر دے گا۔

توبہ واستغفار: عشرہ ذی الحجہ کا استقبال ہم توبہ واستغفار سے کریں، اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ کی بارگاہ میں خالص سچی توبہ کریں، یہ دنیا وآخرت کی کامیابی کا ضامن ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (التحریم: ۸) اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

گناہوں سے خصوصی طور پر اجتناب: کیوں کہ عشرہ ذی الحجہ میں جس طرح اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب اور زیادہ باعث اجر وثواب ہیں اسی طرح اس عشرہ میں گناہوں کا ارتکاب زیادہ سنگین اور خطرناک ہوگا، اس عشرہ میں گناہ کرنے سے ایک تو حرمت کے مہینے کا تقدس اور دوسرے عشرہ ذی الحجہ کی عظمت، دو دو حرمتیں پامال ہوں گی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ (التوبہ: ۳۶) مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے، اسی دن سے جب سے آسمان وزمین کو اس نے پیدا کیا ہے اس میں سے چار حرمت وادب کے ہیں۔ یہی درست دین ہے، تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ شیخ عبدالعزیز بن بازؒ فرماتے ہیں: **سيئة في عشر ذي الحجة أشد وأعظم من سيئة في رجب أو شعبان** (الفتاویٰ: ۸۹۳) عشرہ ذی الحجہ میں برائی کا ارتکاب رجب یا شعبان میں برائی کے ارتکاب سے زیادہ سنگین اور خطرناک ہے۔ لہٰذا جملہ معاصی ومنکرات سے بچیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عشرہ ذی الحجہ کی عظمت کو سمجھنے اور بھرپور مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ

حج بیت اللہ- چند گزارشات

یہ حقیقت ہر پڑھے لکھے مسلمان کو معلوم ہے کہ حج اسلام کا پانچواں رکن ہے، اور جو بالغ مسلمان مرد یا عورت شرعی قاعدہ کے مطابق اس کی استطاعت رکھتا ہے اس پر بلا تاخیر ایک مرتبہ حج کی ادائیگی ضروری اور لازم ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ اسلام کا دوسرا رکن نماز اور تیسرا رکن روزہ دونوں جسمانی عبادت ہیں اور چوتھا رکن زکوۃ محض مالی عبادت، اور حج مالی اور بدنی دونوں طرح کی عبادت ہے، اور اس میں جہاد بالنفس والمال اور ہجرت کے اوصاف وخصائص بھی پائے جاتے ہیں۔ احادیث نبویہ میں حج وعمرہ کے جو فضائل وثمرات بیان کیے گئے ہیں، حج وعمرہ سے متعلق اردو کتب ورسائل میں بالتفصیل مذکور ہوئے ہیں۔ حج کے مصالح اور حکم، اسرار ورموز پر بھی عربی اور اردو زبان میں مستقل طور پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اور آئندہ بھی لکھا جاتا رہے گا۔ نماز و روزہ اور زکاۃ کی طرح حج وعمرہ کے بھی آداب وقواعد، اور قیود وشرائط، ارکان و فرائض، واجبات ومندوبات، مکروہات وممنوعات اور مفسدات ہیں، جن کو جانے اور سمجھے سیکھے بغیر حج صحیح طریقے پر ادا ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ طلبہ وعلمائے دین، فقہ وحدیث کی کتابوں میں کتاب الحج بار بار پڑھتے اور پڑھاتے ہیں، لیکن مسائل پر کامل عبور اور ان کا صحیح احاطہ وفہم حج کی سعادت حاصل ہونے کے بعد ہی ہوتا ہے۔

☆ دولت کے پجاریوں، کمیونسٹوں، ملحدین وبیشتر متنورین جو نام کے مسلمان ہیں ان کے سوا ہر خاص وعام مسلمان مرد وعورت کے دل میں بیت اللہ اور مسجد نبوی کی زیارت کا بے پناہ جذبہ اور حج کی شدید تمنا ہوتی ہے، اگر حکومتوں کی طرف سے ان کے اپنے ملکی واقتصادی مصالح کی بنا پر حج کے سلسلہ میں کلی یا مختلف قسم کی جزئی پابندیاں نہ ہوں تو بشمول نفلی حج کرنے والوں کے فریضہ حج ادا کرنے والے مردوں اور عورتوں کی تعداد میں ہر سال حیرت انگیز بلکہ اتنا اضافہ ہوتا رہے کہ حرمین شریفین کی موحد اور فرض شناس حکومت کے لئے اس بے مثل عظیم دینی اجتماع کا کما حقہ نظم کرنا اور سنبھالنا مشکل ہو جائے۔

☆ مسلمانان ہند کو جیسے کچھ مسائل درپیش ہیں اور ان کے ملی اور دینی علمی ادارے محض مالی کمزوری کی وجہ سے جس کسمپرسی میں مبتلا ہیں ان کے پیش نظر ہمارے نزدیک مستطیع مسلمانوں کا جو فرض حج ادا کر چکے، اپنے دینی علمی قومی مصارف و ضروریات میں اپنے زائد پیسوں کا خرچ کرنا بہ نسبت نفلی حج کے زیادہ اہم ہے، ان اہم ضروری اجتماعی مصارف میں حلال کمائی خرچ کرنے کا ثواب ان شاء اللہ تعالی حج کے ثواب سے کم نہیں ہوگا، کاش نفلی حج کے شائق سرمایہ دار مسلمانوں کو اس کا شعور یا احساس ہوتا۔

☆ رفتہ رفتہ حج کے معاملہ میں اکثر عازمین حج (الا من شاء اللہ) میں نام و نمود، شہرت طلبی، اسراف وتبذیر اور حج کے ضمن میں غیر مقصود جائز معمولی تجارت کا نہیں بلکہ بلیک اور اسمگلنگ کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں ان کا یہ حج خالص شرعی عبادت باقی نہیں رہتا، بلکہ اسراف وتبذیر اور نام ونمود کے جذبہ کی وجہ سے محض سیر وسیاحت اور ناجائز تجارت کا ذریعہ بن کر رہ جاتا ہے۔ ان حجاج کا فضولیات میں ہزار ہا ہزار بلکہ بعض کا لاکھ سے زائد رقم کا خرچ کر دینا اور حج کے لیے اتنی بڑی غیر ضروری رقم کی فراہمی کا انتظام کرنا، پھر بطور فخر کے ملنے جلنے والوں سے بیان کرنا کہ ہم نے حج میں اتنا اور اتنا خرچ کیا، شرعا وعقلا انتہائی معیوب، غلط اور قبیح وشنیع کام ہے۔

☆ پورا عرب یورپ، امریکہ، ایشیا (چین و جاپان وغیرہ ممالک) کی مصنوعات کی منڈی ہے، ان ملکوں کی غیر ضروری مصنوعات کی خرید میں مسلمانوں کا اپنی بڑی کمائی کا خرچ کر دینا نہ عقلا درست ہے نہ شرعا۔ کاش عازمین حج اس حقیقت کو سمجھیں۔ اللہ تعالی مسلمانوں کو نیک سمجھ دے۔ حرمین کا تحفہ عرب کی صرف کھجوریں اور آب زمزم ہے۔ اپنے قرابت داروں، دوستوں، عزیزوں اور بزرگوں کے لیے یہی دو چیزیں بطور تحفہ کے کافی ہیں۔

☆ نماز، روزہ اور زکاۃ کی طرح حج کے کچھ مسائل میں مذاہب اربعہ کا باہمی اختلاف موجود ہے۔ كما لا يخفى على من درس مسائل الحج والعمرة. علمائے اہلحدیث محققین کے درمیان مسائل میں اختلاف ناگزیر ہے۔ ایک عامی مسلمان عازم حج کو ان کے اختلاف میں دلچسپی نہیں لینا چاہیے اور نہ اس اختلاف سے گھبرانا چاہیے، بلکہ جس عالم کی تحقیق پر، اس کے ورع وتقوی اور تبحر فی العلم کی وجہ سے اس کو اطمینان قلب ہو اس پر عمل کرے اور کسی سے الجھ کر اپنا وقت ضائع نہ کرے۔

☆☆☆

عیدالاضحیٰ - احکام ومسائل

حافظ صلاح الدین یوسف

عن زید بن ارقم قال قال اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یارسول الله ماهذه الاضاحی قال سنة ابیکم ابراهیم. (رواہ احمد وابن ماجہ، مشکوۃ باب فی الاضحیۃ)

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا: ''یہ قربانیاں کیا ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔''

قربانی کی اهمیت: عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من وجد سعة لان یضحی فلم یضح فلا یحضر مصلانا. (الترغیب ج۲ص۱۵۵)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قربانی کی استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو''۔

عیدالاضحی کا بهترین عمل: عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی الله من اهراق الدم. (مشکوۃ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی والے دن اللہ کو کوئی عمل اتنا زیادہ محبوب نہیں جتنا خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) کا عمل ہے۔''

قربانی سنت مؤکدہ هے: قربانی واجب ہے یا سنت؟ محدثین اس کے سنت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے آکر سوال کیا: الاضحیة واجبة هی (کیا قربانی واجب ہے؟ اس کے جواب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ضحی رسول الله صلی الله علیه وسلم والمسلمون. (جامع ترمذی ج۱ص۱۸۲)

''آں حضرت ﷺ نے قربانی کی اور تمام مسلمان کرتے رہے''۔ سائل نے اپنے خیال میں اس جواب کو ناکافی سمجھ کر پھر سوال کو دہرایا۔ آپ نے اس کے دوبارہ سوال کا پھر یہی جواب دیا۔ اس پر امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ والعمل علی هذا عند اهل العلم ان الاضحیة لیست بواجبة ولکنها سنة من سنن النبی ﷺ (حوالہ مذکور) یعنی ''اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ قربانی ضروری نہیں بلکہ آں حضرت ﷺ کی سنت ہے'' تاہم اس سنت کا مؤکدہ ہونا اس سے واضح ہے کہ نبی ﷺ دس سال مدینہ میں رہے۔ اور آپ ﷺ برابر قربانی کرتے رہے۔ اقام رسول الله ﷺ بالمدینة عشر سنین یضحی. (رواہ الترمذی)

عیب دار جانور، جن کی قربانی جائز نهیں: عن علی قال امره رسول الله ﷺ ان نستشرف العین والأذن وان لا نضحی بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء. (مشکوۃ)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جانور قربانی میں ذبح نہ کیے جائیں۔''

مقابلہ: جس کے کان اوپر کی جانب سے کٹے ہوئے ہوں۔

مدابرۃ: جس کے کان نیچے کی طرف سے کٹے ہوئے ہوں۔

شرقاء: جس کے کان چرے ہوئے ہوں لمبائی میں

خرقاء: جس کے کان میں گول سوراخ ہو۔

نهی رسول الله ﷺ ان نضحی باعنب القرن والاذن. (مشکوۃ)

جس جانور کا نصف یا زیادہ سینگ اندرونی حصہ سے چلا گیا ہو۔

جس جانور کا کان کٹا ہوا ہو۔

ان رسول الله ﷺ سئل ماذا یتقی من الضحایا فاشار بیده فقال اربعا العرجاء البین ظلعها والعوراء البین عورها والمریضة البین مرضها والعجفاء التی لا تنقی. (مشکوۃ)

لنگڑا جانور، جس کا لنگڑا پن بالکل ظاہر ہو۔

کانا (بھینگا) جانور جس کا کانا پن واضح ہو۔

بیمار جانور، جس کی بیماری بالکل نمایاں ہو۔

کمزور اور لاغر جانور، جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو۔

لا یجوز من البدن العوراء ولا العجفاء. (الطبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد ج:۴ص:۱۹)

وہ جانور جس کو خارش (کھجلی) ہو۔

وہ جانور جس کا تھن کٹا ہوا ہو۔

نهی رسول الله ﷺ عن المصفرة والمستاصلة والبخقاء والمشیعة والکسراء. (مرعاۃ ج۲ص:۳۶۱)

مصفرۃ: جس کا کان اکھاڑ دیا گیا ہو اور اس کا سوراخ باقی ہو۔

مستاصلة: جس کا سینگ جڑ سے نکال دیا گیا ہو۔

بخقاء: جس کی آنکھوں کی بصارت زائل ہوگئی ہو۔

مشیعة: اتنا کمزور جوریوڑ کے ساتھ چلنے پر بھی قادر نہ ہو۔

کسراء: جو بوجہ کمزوری کے کھڑا نہ ہو سکے یا پاؤں ٹوٹ جانے کی وجہ سے چل نہ سکے۔

قربانی کا جانور مسنہ ہو: آں حضرت ﷺ نے فرمایا: **لاتذبحوا الامسنة** ۔رواہ مسلم۔(مشکوۃ ص:۱۲۷) یعنی ''صرف دودانتا جانور کی قربانی کرو''

اس حکم نبوی ﷺ کے مطابق بکرا بکری، اونٹ وغیرہ دودانتے ہونے ضروری ہیں۔ہاں بھیڑ کا جذعہ دودانتا نہ ہو تو قربانی میں ذبح کیا جاسکتا ہے لیکن یہ جذعہ ایک سال سے کم نہ ہو۔

ایک ضروری وضاحت: خیال رہے کہ مسنہ کا مطلب بڑی عمر کا نہیں بلکہ اس سے مرادوہ جانور (بکرااوراونٹ وغیرہ) جو دودانت نکال لیں ۔ اور مختلف ملکوں کے اعتبار سے جانوروں کے دودانتا ہونے میں سالوں کا فرق واقع ہوا ہے۔مثلا کسی ملک میں بکری دوسال کے بعد تیسرے سال میں دودانت نکالتی ہے جبکہ ہمارے ملک میں بالعموم دوسرے سال میں دودانتا ہوجاتی ہے۔اونٹ پانچ سال کے بعد چھٹے سال میں دودانتا ہوجاتا ہے اس لیے قربانی کے ان جانوروں میں سالوں اور عمروں کا اعتبار نہیں۔بلکہ مسنہ (دودانتا) ہونا ضروری ہے وہ جب بھی ہو۔

خصی ہونا عیب نہیں ہے: خصی جانور کی قربانی بلا کراہت جائز ہے۔خود آں حضرت ﷺ نے دوخصی مینڈھوں کی قربانی کی تھی۔ **ذبح النبی صلی الله علیه وسلم یوم الذبح کبشین املحین موجوئین** (الحدیث، سنن ابی داؤد ج:۲ص:۳۰)

اگر تعیین کے بعد عیب دار ہوجائے؟ اگر جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی نمایاں اور واضح عیب پیدا ہوجائے مثلا نصف سے زیادہ کان کٹ گئے۔کانا ہوگیا یا ظاہر لنگڑا ہوگیا یا سینگ ٹوٹ گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس سلسلے میں بعض علماء مسند احمد کی ایک حدیث کے مطابق ایسے جانور کی قربانی کو جائز قرار دیتے ہیں۔اس حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی نے قربانی کے لیے ایک دنبہ خریدا، ایک بھیڑیئے نے اس پر حملہ کر کے اس کی چکی کاٹ لی۔صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اسی جانور کی قربانی کرڈالو (ضح بہ) لیکن دیگر بعض علمائے محققین اس حدیث سے استدلال درست نہیں سمجھتے کیوں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ان میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ، امام شوکانی رحمہ اللہ اور صنعانی صاحب سبل السلام جیسے اساطین علم وفن شامل ہیں۔

بنابریں جو شخص صاحب حیثیت ہو، اس کے لیے زیادہ صحیح اور احوط یہی ہے کہ وہ مزید کچھ رقم خرچ کر کے بے عیب جانور لے کر قربانی کرے۔البتہ نادار آدمی جو جانور بدلنے کی صورت میں نقصان برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا اس کے لیے گنجائش نکل سکتی ہے۔

قربانی کا جانور خود ذبح کرے: قربانی کا جانور خود ذبح کرنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کیا کرتے تھے۔اگر کسی وجہ سے کوئی خود قربانی ذبح نہ کرے تو ذبح کے وقت اس کے پاس موجود ضرور رہے۔

بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ قربانی کے جانور اپنے ہاتھ سے خود ذبح کریں۔اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت بھی اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرسکتی ہے۔

قربانی کا گوشت خود بھی کھائے دوسروں کو بھی کھلائے: قربانی کا گوشت خود کتنا کھائے اور کتنا تقسیم کرے، اس کی کوئی حد کسی نص صریح سے ثابت نہیں۔البتہ بعض علماء نے قرآن کی اس آیت **فَكُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ** (سورہ الحج:۳۶) قربانی کے گوشت سے خود بھی کھاؤ، خود دار محتاج اور سوالی کو بھی کھلاؤ کے تحت لکھا ہے کہ گوشت کے تین حصے کر لیے جائیں۔ایک اپنے لئے، دوسرا احباب ومتعلقین کے لئے اور تیسرا فقراء ومساکین کے لیے **وقد احتج بهذه الآية الكريمة من ذهب من العلماء الى ان اضحية تجزأ ثلاثة فثلث لصاحبها ياكله وثلث يهديه لا صحابه وثلث يتصدق به على الفقراء** (تفسیر ابن کثیر ج:۳ص:۲۲۳)

غیر مسلم کو بھی قربانی کا گوشت دیا جاسکتا ہے: قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دیا جاسکتا ہے۔کیونکہ قرآن مجید کا یہ حکم **واطعموا القانع والمعتر** (سوالی اور غیر سوالی دونوں کو قربانی کے گوشت سے کھلاؤ) عام ہے جس میں غیر مسلم بھی شامل ہیں۔

پورے گھر کے لیے ایک جانور کافی ہے: **عن عطاء بن يسار سألت ابا ايوب الانصارى كيف كانت الضحايا فيكم على عهد رسول الله ﷺ يضحى بالشاة عنه وعن اهل بيته ...رواه ابن ماجه والترمذى وصححه** (نیل الاوطار ج:۵ص:۱۳۶)

''عطاء بن یسار کہتے کہ میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ کی قربانیاں کیسی ہوتی تھیں؟ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آدمی اپنی طرف سے اور گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی کیا کرتا تھا۔

ذبح کرنے کا وقت: **عن انس قال قال النبى ﷺ يوم النحر من كان ذبح قبل الصلوة فليعد متفق عليه وللبخارى من ذبح قبل الصلوة فانما يذبح لنفسه من ذبح بعد الصلوة فقد تم نسكه واصاب سنة المسلمين** (نیل الاوطار ج:۵ص:۱۴۰)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز عید سے پہلے اپنی قربانی ذبح کردی ہوا سے دوبارہ قربانی کرنی چاہیے۔ اور صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔ ''جس شخص نے نماز عید سے قبل ہی قربانی ذبح کردی وہ اس کے اپنے ہی نفس کے لیے ہے (یعنی قربانی کے اجروثواب سے وہ محروم ہے) اور جس نے نماز کے بعد قربانی ذبح کی۔ اس نے اپنی قربانی پوری کرلی اور مسلمانوں کے طریقے کو اس نے پالیا''

قربانی کتنے دن تک جائز ہے: قربانی کرنی اگرچہ یوم النحر یعنی بقرعید والے دن سب سے بہتر ہے لیکن اس کے بعد بھی قربانی کرنی جائز ہے۔ گو اس میں اختلاف ہے کہ قربانی کتنے دن تک جائز ہے؟ حدیث شریف کی رو سے (بقرعید یعنی ۱۰ ذوالحجہ) کے بعد تین دن (۱۱۔۱۲ اور ۱۳ ذوالحجہ) تک ہوسکتی ہے کیونکہ عید کے دن کو اصطلاح شرعی میں یوم النحر اور اس کے تین دنوں ۱۱۔۱۲ اور ۱۳ کو ایام تشریق کہا جاتا ہے۔ اوران چاروں دنوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ (سورہ البقرہ) تفسیر ابن کثیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: الایام المعدودات ایام التشریق اربعة ایام یوم النحر وثلاثة بعده یعنی الایام المعدودات (گنتی کے چند دن) سے مراد ایام تشریق یعنی یوم النحر (بقرعید کا دن دسویں تاریخ) پھر تین دن اس کے بعد ہیں۔ یعنی ۱۱۔۱۲ اور ۱۳ فقہ حنفیہ کی مشہور اور متداول کتاب ہدایہ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ایام تشریق تین دن ہیں۔ ۱۱۔۱۲ اور ۱۳ (ملاحظہ ہو کتاب الاضحیہ ص ۴۳۰ آخرین طبع لکھنؤ) جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے بھی غنیۃ الطالبین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایام معدودات کی یہی تفسیر نقل فرمائی ہے (ص ۵۰ مطبوعہ، لاہور ۱۳۰۹ھ) پس جب یہ ثابت ہوچکا کہ یوم النحر (قربانی کے دن ۱۰ ذوالحجہ) کے علاوہ ایام تشریق تین دن ہیں یعنی ۱۱۔۱۲ اور ۱۳ جن میں ذکر الٰہی یعنی فرض نمازوں کے بعد تکبیرات کہی جاتی ہیں۔ الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ایام تشریق قربانی کے دن بھی ہیں جن میں قربانی ذبح کی جاسکتی ہے چنانچہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال کل ایام التشریق ذبح رواه احمد وابن حبان فی صحیحه (تفسیر ابن کثیر سورة الحج ونصب الراية ص:۲۱۲ ج:۴) ورواه ایضا الدارقطنی فی سننه (ص:۵۴۴ طبع دہلی) والامام البیهقی فی سننه الکبری (ص:۲۹۵۔۲۹۶) مع ذکر روایات اخری یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔

کھالوں کا مصرف: عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال امرنی رسول الله ﷺ ان اقوم علی بدنه وان اتصدق بلحومها وجلودها واجلتها وان لا اعطی الجزار منها شیئا وقال نحن نعطیه من عندنا (متفق علیه، نیل الاوطار ج٦ ص١٤٦)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں آپ کی قربانیوں کی نگرانی کروں اور ان کے گوشت، کھالیں اور جلیں صدقہ کردوں، اور قصاب کو بطور اجرت ان میں سے کوئی چیز نہ دوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چنانچہ قصاب کو اجرت ہم الگ اپنی گرہ سے ادا کیا کرتے تھے''۔

تکبیرات عید: عیدین کے موقع پر زیادہ سے زیادہ اللہ کی تکبیر وتہلیل اور تسبیح وتحمید مشروع ہے۔ ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: زینوا اعیادکم بالتکبیر (الترغیب ج۲:ص:۱۵۳)

''اپنی عیدوں کو تکبیروں کے ساتھ مزین کرو'' اسی لیے نماز عید کے لیے آتے جاتے راستوں میں تکبیرات پڑھنے کا حکم ہے۔ عشرہ ذوالحجہ کے بارے میں بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل ملتا ہے کہ وہ ان دنوں کوچہ وبازار میں بآواز بلند تکبیرات پڑھتے جنھیں دیکھ کر دوسرے لوگ بھی تکبیرات پڑھنی شروع کردیتے (صحیح بخاری باب فضل العمل فی ایام التشریق) اور بقرعید کے سلسلے میں خاص طور پر ایک روایت کی بنیاد پر کئی علماء نے لکھا ہے کہ ۹/ذوالحجہ کی صبح کی نماز سے آخر ایام تشریق (یعنی ۱۳/ذوالحجہ کی عصر کی نماز) تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیرات پڑھنی چاہئیں۔ (سنن دارقطنی، ج:۲:ص۴۹ طبع جدید) یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے بلکہ حافظ ابن کثیر نے غیر مرفوع بھی کہا ہے (لایصح مرفوعا تفسیر ابن کثیر ج:۱ص:۱۴۵) تاہم دوسری روایات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ نیز امام شوکانی رحمہ اللہ نے غالباً روایت کے ضعف کے پیش نظر کہا ہے کہ یہ تکبیرات فرض نمازوں کے بعد ہی نہیں بلکہ ان ایام میں ہر وقت پڑھنی مستحب ہیں۔ (نیل الاوطار ج:۳ص:۳۸۹)

تیز دھار چھری سے ذبح کیاجائے: جانور ذبح کرتے وقت اس امر کا بھی خیال رکھا جائے کہ چھری کند نہ ہو، چھری کی دھار اچھی طرح تیز کرلی جائے تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔ اس بارے میں بھی حضور اکرم ﷺ نے ہمیں خاص ہدایت دی ہے۔ (الترغیب ج:۲ص:۱۵۶)

بھینس کی قربانی: عرب بالخصوص حجاز (مکہ ومدینہ) میں بھینس نہ پائی جانے کی وجہ سے بھینس کے بارے میں بالخصوص قرآن وحدیث میں کوئی صراحت نہیں ہے، غیر عرب علاقوں میں بھینس پائی جاتی ہے تاہم بعض علمائے لغت نے اسے گائے ہی کی ایک قسم قرار دیا ہے۔ جیسے علامہ دمیری رحمہ اللہ حیوۃ الحیوان میں لکھتے ہیں۔ الجاموس واحد الجوامیس فارسی معرب حکمه وخواصه کالبقر (ج:۱ص:۱۸۳)

جاموس واحد ہے جس کی جمع جوامیس ہے، یہ لفظ فارسی معرب ہے...اس کا حکم

(بقیہ صفحہ ۲۴ پر)

قربانی ہمیں کیا سکھاتی ہے؟

ابومعاویہ شارب بن شاکر السلفی، بہار

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام علی رسوله الكريم أما بعد:

محترم قارئین! لفظ قربانی یہ قربان سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہوتا ہے نزدیک ہونا اور اصطلاح میں قربانی ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے خواہ وہ ذبیحہ کے ذریعے ہو یا پھر کسی اور چیز سے، جیسا کہ رب العالمین کا فرمان ہے:" وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ" اور آدم کے ان دونوں بیٹوں کا حال بھی انہیں سنا دیجئے جنہوں نے اپنا اپنا نذرانہ پیش کیا تو ان میں سے ایک کی نذر تو قبول ہوگئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی۔۔۔۔(المائدہ: 27)

قربانی صرف مہنگے سے مہنگے جانور خرید کر ذبح کردینے کا نام نہیں ہے، قربانی صرف خون بہانے کا نام نہیں ہے، قربانی صرف گوشت سے عمدہ ڈشیں تیار کرکے لطف اندوز ہونے کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ قربانی چارروزہ دینی واخلاقی اور تربیتی ٹریننگ اور ورکشاپ ہے جو ہمیں ہر آن و ہر لحہ اور پورے ماہ وسال کے اندر تسلیم ورضا، خودسپردگی وخاکساری کے جذبات سے آشنا کرواتی ہے، اس کے پیچھے کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں اور اس قربانی کے ذریعے بھی رب العالمین ہم سب کو بہت کچھ تعلیم دینا چاہتے ہیں مگر افسوس صد افسوس آج ہم سب کو قربانی کا جانور تو یاد رہا مگر قربانی کی حکمتیں اور قربانی کی تعلیم کو ہم نے یکسر ہی بھلا دیا ہے، یقیناً دسویں ذی الحجہ کے دن سب سے افضل عمل اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے جانور ذبح کرنا ہے مگر رب العالمین کو قربانی کے جانور سے نہ تو گوشت مطلوب ہے اور نہ ہی خون مقصود ہے بلکہ مطلوب ومقصود تو کچھ اور ہی ہے، آیئے مندرجہ ذیل میں قربانی ہمیں کیا سکھاتی ہے؟ قربانی کا کیا پیغام ہے؟ قربانی ہمیں کیا تعلیم دیتی ہیں؟ اس سلسلے میں کچھ باتیں جاننے کی کوشش کرتے ہیں، ویسے قربانی تو ایک عظیم عبادت ہے اور ہر عبادت کو ہمیں رب العالمین کا حکم سمجھ کر ٹھیک اسی طرح سے ادا کرنی چاہیے۔

(1) قربانی ہمیں متقی ومخلص بنانے کے لئے ہر سال آتی ہے: قربانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنے اندر تقوی وللّٰہیت کی صفت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے تمام عملوں کے اندر خلوص پیدا کریں، نیک اعمال کو انجام دیتے وقت ہمارے دلوں میں کسی بھی قسم کی کوئی ریاکاری کا جذبہ نہ ہو اور نہ ہی دل کے اندر اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کرنے کے تعلق سے کوئی رنج وملال ہو جیسا کہ رب العالمین کا کہنا ہے:" لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ" اللہ رب العالمین کو قربانیوں کے نہ تو گوشت مطلوب ہے اور نہ ہی خون مقصود ہے بلکہ اللہ رب العالمین کو تو تمہارے دلوں کی پرہیزگاری، تقوی وللّٰہیت مطلوب ومقصود ہے۔(الحج: 37) پتہ یہ چلا کہ قربانی کے ذریعے رب العالمین کا ہم بندوں کے نام یہی پیغام ہے اور رب العالمین ہمیں یہی تعلیم دینا چاہتا ہے کہ ہمارے اندر تقوی وللّٰہیت کی صفت پیدا ہوجائے یعنی کہ اللہ ہم سب کو متقی ومخلص بنانا چاہتا ہے، اور یہ تقوی واخلاص دو ایسی چیزیں ہیں جو ہر مسلمان سے مطلوب ومقصود ہے اور جب تک ایک مسلمان کے اندر یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ نہ پائی جائیں گی اس کے نیک اعمال کی عنداللہ کوئی حقیقت نہیں، افسوس آج ہم نے قربانی کو اپنا سٹیٹس دکھانے کا ذریعہ سمجھ لیا ہے مہنگے سے مہنگا جانور اس لئے خریدتے ہیں تاکہ سماج ومعاشرے کے اندر ہمارے جانور کی تعریف کی جائے اور لوگ ہمارا نام لیں، لوگ ہماری تعریفوں کے پل باندھیں اور تو اور ہے آج کل یہ وبا بھی بہت عام ہے کہ لوگ اپنے اپنے جانوروں کی تصاویر اور ویڈیوز اپنے سوشل اکاؤنٹ پر شیئر کرکے لائک اور کمنٹ چاہتے ہیں، جو لوگ بھی ایسا کرتے ہیں ان کو اپنی قربانی کی فکر کرنی چاہئے کیونکہ جس نے بھی اپنا نیک عمل لوگوں کے دکھانے کیلئے کیا اس کے نیک اعمال تباہ وبرباد ہوجائیں گے جیسا کہ فرمان مصطفیﷺ ہے:"إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ" میں تم پر سب سے زیادہ جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ ہے شرک اصغر! صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیﷺ "وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ" یہ شرک اصغر ہے کیا چیز؟ تو آپﷺ نے فرمایا کہ "الرِّيَاءُ" شرک اصغر یہ ریاکاری اور دکھاوا ہے، (پھر آپﷺ نے فرمایا کہ سنو) "يَوْمَ تُجَازَى الْعِبَادُ بِأَعْمَالِهِمْ اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَائُونَ بِأَعْمَالِكُمْ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً" کل بروز قیامت رب العالمین یہ ارشاد فرمائے گا کہ اے لوگوں دنیا کے اندر جن جن کو دکھانے کے لئے تم نیک اعمال انجام دیتے تھے آج ان کے پاس جاؤ اور جاکر دیکھو کہ کیا ان کے پاس تمہارے لئے کوئی اجر وثواب اور بدلہ ہے۔(الصحيحة للألبانیؒ: 951، مسند احمد: 23630) قربانی کے قبول ہونے کے تعلق سے یہ بات یاد رکھ لیں کہ آپ کی قربانی اسی وقت اور اسی دن قبول ہوئی یا نہیں ہوئی کا فیصلہ ہوچکا ہے جب آپ نے جانور خریدا تھا۔

(2) قربانی ہمیں مؤحد بنانا چاهتی هے: قربانی کے ذریعے ہمیں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ ہم ہر طرح کے شرک وکفر سے دوری اختیار کرکے مؤحد بن جائیں، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ جب قربانی کا جانور ذبح کیا جاتا ہے تو جو دعا پڑھی جاتی ہے اس کے اندر یہ آیت بھی موجود ہوتی ہے، پڑھنے والا پڑھتا بھی ہے

مگر وہ اس کی اہمیت سے یکسر ہی نابلد ہوتا ہے، فرمان باری تعالی ہے:" قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ" آپ فرمادیجئے کہ یقیناً میری نماز اور میری ساری عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔ (الانعام:162-163) کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمان قربانی بھی کرتے ہیں، قربانی کے جانور کے حلق پر چھری پھیرتے وقت یہ کہتے بھی ہیں کہ میرا جینا مرنا سب اللہ کے لئے ہے مگر پھر بھی غیروں سے نفع ونقصان کی امید لگائے بیٹھے رہتے ہیں، اور کیا بتاؤں میں آج تو مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہے جو قربانی کرنا تو جانتی بھی نہیں ہے مگر وہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا، گیارہویں کرنا پورے ذوق وشوق سے کرتی ہے بلکہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ اگر ولیوں کے نام سے جانور ذبح نہ کیا جائے تو پھر پورا سال ہمارا برباد ہو جائے گا، ہم ہلاک وبرباد ہو جائیں گے وغیرہ وغیرہ، جب کہ قربانی ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ جانور ذبح کرو تو صرف اور صرف اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے اور اگر کسی نے غیروں کی رضا وخوشنودی چاہی تو پھر وہ ملعون ومغضوب الٰہی ہے جیسا کہ حبیب کبریا محمد عربی ﷺ کا فرمان ہے:" لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ" کہ جس کسی نے بھی غیر اللہ کے نام سے جانور ذبح کی اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (مسلم:1978)

(3) قربانی جوانی اور ایام صحت میں عبادت کرنا سکھاتی ہے۔

(4) قربانی ہمیں اپنے اپنے دلوں کو پاک وصاف رکھنا سکھاتی ہے۔

(5) قربانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ اللہ صرف پاک اور حلال چیزوں کو ہی قبول کرتا ہے۔

ہم اور آپ جانتے ہیں کہ قربانی کے شرائط میں سے یہ بات مسلم ہے کہ قربانی کا جانور عیوب ونقائص سے پاک وصاف ہو، قربانی کا جانور تندرست اور توانا ہو، لاغر اور کمزور نہ ہو، لنگڑا، اندھا اور کان کٹا نہ ہو، مذکورہ بالا تمام باتوں کے اندر ہمارے لئے یہ پیغام ہوتا ہے کہ ہم اپنی جوانی اور صحتمندی کو غنیمت جانیں اور جوانی میں اللہ کی عبادت کریں اور جوانی کی عبادت ہی تو اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے، ہم اور آپ جوان اور تندرست وتوانا جانور قربانی کے لئے خرید کر لا تو لیتے ہیں مگر ہم خود جوانی میں اللہ کی عبادت نہیں کرتے اور بڑھاپے کا انتظار کرتے رہتے ہیں، ہم خود ایام صحت کو غنیمت نہیں سمجھتے اور ایام مرض میں اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں، کمال یہ نہیں ہے کہ ہم اللہ کی عبادت وبندگی بڑھاپے اور ایام مرض میں کریں بلکہ کمال تو تب ہے جب ہم عین جوانی اور ایام صحت میں اللہ کی عبادت وبندگی کریں، شیخ سعدی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

یعنی کہ جوانی میں توبہ وبندگی کرنا نبیوں اور رسولوں کا طریقہ ہے ورنہ بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی شریف بن جاتا ہے

محترم قارئین! جس طرح سے قربانی کے صحیح ہونے کے لئے قربانی کے جانور کا بے عیب ہونا ضروری ہے اسی طرح سے ہماری نجات کے لئے اور جنت پانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے دل کو ہر طرح کے کفر وشرک کی آلودگیوں، بدعات وخرافات کی نجاستوں اور اخلاقی رذالتوں جیسے کہ بغض وعداوت، کینہ کپٹ، حسد وجلن جیسی قبیح عادتوں سے پاک وصاف رکھیں جیسا کہ رب العالمین کا فرمانا ہے:" يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ، إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ" یعنی کہ جس دن مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی لیکن (فائدے میں وہی شخص رہے گا) جو اللہ کے سامنے بے عیب دل لے کر آئے گا۔ (الشعراء:88-89) اور آپ ﷺ نے بھی جنت کی بشارت دی تھی اس آدمی کے بارے میں جو کسی بھی مسلمان سے بغض وعداوت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی حسد کا جذبہ اپنے سینے میں پالتا تھا کہ جیسا کہ انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ "يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ" ابھی کچھ ہی دیر میں تمہارے سامنے میں ایک جنتی آدمی آنے والا ہے! انس ؓ کہتے ہیں کہ ابھی کچھ ہی دیر ہوا تھا کہ ایک انصاری صحابی اس حال میں آتے ہوئے نظر آئے کہ ان کی ڈاڑھی سے وضو کے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے اور انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ میں اپنا جوتا اٹھا رکھا تھا، تین دن آپ ﷺ نے ایسا کہا اور تینوں مرتبہ وہی انصاری صحابی نظر آئے حقیقت حال جاننے کے لئے عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور کہا کہ میں نے اپنے والد سے قسم اٹھالی ہے کہ تین دن تک گھر نہیں آؤں گا لہٰذا کیا آپ مجھے اپنے گھر میں ٹھہرنے کی اجازت دیں گے، آپ جو کریں گے میں بھی وہی کروں گا، انصاری صحابی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص کو اپنے یہاں رکنے کی اجازت دے دی۔

عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ میں تین دن تک ان کے پاس ٹھہرا رہا لیکن کسی رات انہوں نے قیام بھی نہیں کیا ہاں وہ انصاری صحابی اتنا ضرور کرتے تھے کہ جب بھی ان کی آنکھ کھل جاتی اور جب بستر پر سے اٹھتے تو اللہ کا ذکر ضرور کیا کرتے اور فجر کی نماز کے لئے اٹھ جایا کرتے تھے اور ہمیشہ خیر کی بات ہی کیا کرتے تھے، جب تین راتیں گذر گئیں اور میں اپنی ساری محنتوں کو حقیر سمجھنے لگا تو میں نے انہیں کہا کہ اے انصاری صحابی میرے اور والد کے درمیان ایسی ویسی کوئی ناراضگی نہیں ہے کہ میں نے اپنا گھر تین دن کے لئے چھوڑ دیا ہے بلکہ میں نے آپ ﷺ کو تین مرتبہ ایسا اور ایسا کہتے ہوئے سنا اور تینوں مرتبہ آپ ہی نظر آئے تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں آپ کے اعمال کو دیکھوں تا کہ میں بھی وہ عمل کر کے جنت میں داخل ہو سکوں مگر میں نے تو آپ کو زیادہ کچھ کرتے ہوئے نہیں دیکھا پھر آپ اس مقام تک کیسے پہنچ گئے؟ انصاری صحابی نے بھی کہا کہ:" مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ غَيْرَ أَنِّي لَا أَجِدُ فِي نَفْسِي لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غِشًّا وَلَا أَحْسُدُ أَحَدًا عَلَى خَيْرٍ أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ" عمل تو وہی ہے جو آپ نے دیکھا، ہاں البتہ اتنا ضرور ہے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے متعلق کوئی کینہ نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی مسلمان کو ملنے والی نعمتوں پر اس سے حسد کرتا

ہوں، یہ سن کر عبداللہؓ نے کہا کہ ”هَـذِهِ الَّتِي بَلَغَتْ بِكَ وَهِيَ الَّتِي لَا نُطِيقُ“ یہی وہ چیز ہے جس نے آپ کو جنتی بنایا ہے اور جس کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔(مسند احمد:12697 اسنادہ صحیح)

کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم بے عیب جانور تو قربانی کر لیتے ہیں مگر تمام برائیوں جیسے جھوٹ، غیبت و چغل خوری، ظلم و زیادتی وغیرہ کو گلے لگائے رکھتے ہیں۔

برادران اسلام! قربانی کے صحیح ہونے کے لئے جانور کا تمام عیوب سے پاک ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے جو مال خرچ کیا جائے وہ حلال کمائی سے ہو، جس طرح سے عیب دار جانور قربانی کے لئے قابل قبول نہیں ٹھیک اسی طرح سے حرام مال بھی راہ خدا میں قابل قبول نہیں، جس طرح سے جانور کا عیب قربانی کے قبول ہونے میں رکاوٹ ہے اسی طرح سے حرام کمائی اور حرام دولت بھی عبادتوں کے قبول ہونے میں رکاوٹ ہے جیسا کہ رسول رحمت ﷺ کا فرمان ہے: ”أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ“ کہ اے لوگو! اللہ پاک ہے اور صرف پاک و حلال چیزوں کو ہی قبول کرتا ہے اور اللہ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دیا ہے، فرمان باری تعالی ہے: ”يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ“ اے رسولو! حلال چیزیں ہی کھاؤ اور نیک عمل کرو تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ بخوبی واقف ہے (المومنون:51) ایک دوسری جگہ اللہ نے فرمایا: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ“ اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ پیو۔(البقرۃ:172) پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو بہت دور دراز کا سفر کرتا ہے، تھکاوٹ سے چور ہو چکا ہے اور گرد و غبار سے بھرا ہوا ہے اور پھر ایسا مسافر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر رب کے حضور ”يَا رَبِّ يَا رَبِّ“ کہہ کہہ کر دعائیں کرتا ہے حالانکہ ”وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ“ اس کا کھانا، پانی اور لباس حرام کمائی سے ہے بلکہ اس کی پرورش بھی حرام کمائی سے ہو رہی ہے تو پھر ”فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ“ ایسی صورتوں میں اس کی دعائیں کیسے قبول ہوں گی۔(مسلم:1015)

(6) قربانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ وہی عمل قابل قبول ہے جو فرمان مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہو: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کے نزدیک وہی عمل قابل قبول ہے جو فرمان مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہو اور وہ عمل کسی بھی حال میں مقبول نہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے ہٹ کر ہو گرچہ وہ چیز کتنی اچھی ہی کیوں نہ ہو اور یہی سبق اور یہی پیغام ہمیں قربانی کے جانور کے ذریعے ہر سال دیا جاتا ہے وہ اس طرح سے کہ قربانی تبھی قابل قبول ہوگی جب انسان عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد ذبح کرے اگر کسی نے عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھے بغیر جانور ذبح کر لی تو پھر اس کی قربانی قربانی نہیں بلکہ صرف گوشت کھانا اور مزہ کرنا ہے جیسا کہ براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کے ماموں یا خالو نے عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھنے سے پہلے ہی اپنے جانور کو ذبح کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ“ نماز سے پہلے تمہارا جانور ذبح کرنا یہ صرف گوشت ہے قربانی نہیں ہے پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ سنو! ”مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ، وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ“ جس نے عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھنے سے پہلے اپنے جانور کو ذبح کر لیا تو اس نے محض اپنے نفس کے لئے ہی ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا تو اسی کی قربانی قابل قبول ہے اور ایسا کرنے والا ہی مسلمانوں کی سنت کو پالے گا۔(بخاری:5546، مسلم:1962)

(7) قربانی ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے سامنے سرنڈر کرنا سکھاتی ہے: جب ہم قربانی کرتے ہوئے جانور کے حلقوم پر چھری چلاتے ہیں تو اس وقت قربانی ہمیں یہ درس و پیغام دے رہا ہوتا ہے کہ ہم اپنی تمام خواہشات کو اللہ کے حکم پر قربان کر دیں، قربان شدہ جانور جس کی آنکھیں ذبح کے بعد کھلی رہتی ہیں اس وقت وہ ہمیں یہ خاموش پیغام دے رہی ہوتی ہیں کہ جس طرح سے تم نے یہ جانور ذبح کر دئے تو کیا تم اپنے برے اعمال کو چھوڑنے اور نفس امارہ کی قربانی کر دینے کا فیصلہ لے لیا ہے، قربانی ہمیں تو یہی سکھاتی ہے کہ ہم اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے سامنے ٹھیک ویسے ہی سرنڈر کر دیں جیسے مردہ غسال کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے، جب روح پرواز کر جاتی ہے تو مردے کی کوئی خواہش اور حرکات و سکنات باقی نہیں رہتی ہے، اب غسال اسے جس طرح سے چاہے الٹے پلٹے، دائیں کریں یا پھر بائیں کریں، پیٹ کے بل لٹا دے یا پھر کمر کے بل اب بندہ کسی چیز اور عمل پر قادر نہیں ہے اور یہی تو ایک مومن کی پہچان ہے جیسا کہ انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حبیب کبریا محمد عربی ﷺ نے فرمایا: ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ، وَأَهْلِهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“ یعنی کہ تم اس وقت تک کامل ایمان والے ہو ہی نہیں سکتے ہو جب تک کہ تم اپنے مال اور اپنے اہل و عیال (اپنی اولاد، اپنے والدین اور اپنی جان) اور تمام انسانوں سے زیادہ مجھے اپنے نزدیک محبوب نہ رکھ لو۔(نسائی:5014، مسلم:44، بخاری:15) اور اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی علامت یہ ہے کہ انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہر حال میں اطاعت و فرمانبرداری کرے۔

کتنے نادان ہیں ہم مسلمان کہ ہم قربانی تو بڑے ہی تزک و احتشام اور بڑے ہی زور و شور اور شوق و جذبے سے تو کر لیتے ہیں مگر جب کسی معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو ماننے اور تسلیم کرنے کی بات آ جاتی ہے تو ہم اس سے یہ کہہ کر منہ موڑ لیتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے نہیں ہے، ہمارے باپ دادا تو ایسا ہی کیا کرتے تھے، ہم اپنے باپ دادا کے طور اور طریقوں کو نہیں چھوڑیں گے، یہ ہمارے امام کے خلاف حدیث ہے، یہ ہمارے مسلک کے خلاف ہے، یہ ہماری چاہت کے خلاف ہے، آج کل اس حدیث پر عمل کرنا ناممکن ہے، وہ زمانہ کچھ اور تھا اور یہ زمانہ کچھ اور ہے وغیرہ وغیرہ حالانکہ رب العالمین نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ”فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى

یُحَکِّمُوکَ فِیمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوا فِی أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوا تَسْلِیمًا" قسم ہے تیرے پروردگار کی! وہ ایماندار ہو ہی نہیں سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں اے نبی ﷺ آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔(النساء:65)

(8) قربانی ہمیں خدمت خلق کرنا سکھاتی ہے :

قربانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ دیکھو اپنی زندگی میں تم خدمت خلق کو مت بھولنا، اپنے مال میں سے غریبوں اور مسکینوں کا حصہ کچھ نہ کچھ ضرور نکالنا، اگر تمہیں خدا کی رضا وخوشنودی مطلوب ہو تو پھر لاچار ومجبور قسم کے لوگوں کی خبرگیری کرتے رہنا، غریبوں کی ہمیشہ مدد کرتے رہنا اور اسی میں تمہاری دنیوی واخروی نجات ہے، قربانی کی اسی تعلیم کی طرف رب العالمین نے رہنمائی کرتے ہوئے اس بات کا حکم دیا کہ " فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ" تم خود بھی قربانی کے گوشت سے کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔(الحج:28) اور ایک دوسری جگہ پر رب العالمین نے بہت ہی وضاحت کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا کہ قربانی کے گوشت سے فائدہ تم ان لوگوں کو بھی پہنچایا کرو جو مانگتے نہیں ہیں، فرمایا:" فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ" یعنی کہ قربانی کے گوشت سے تم خود بھی کھاؤ اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ۔(الحج:36) آج کل تو ویسے ہی پریشان کن حالات ہیں، کمانے اور کھانے کی تنگیاں ہیں، سال دو سال سے لوگ رزق کے مسئلے کو لے کر پریشانیوں سے دوچار ہیں ایسے حالات میں غریبوں اور مسکینوں کا خاص خیال رکھیں، اپنے علاقے میں دیہاڑی مزدوروں کا بھی خاص خیال رکھیں۔

(9) قربانی ہمیں وقت کی اہمیت سکھاتی ہے :

قربانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ اسلام میں وقت کی بہت ہی زیادہ اہمیت ہے اور اسلام کی ہر عبادت وقت کے ساتھ مربوط ہے اور جو انسان وقت نکلنے سے پہلے یا وقت نکلنے کے بعد عبادتوں کو انجام دے گا اس کی عبادتیں مردود اور ناقابل قبول ہوں گی، اب دیکھئے کہ قربانی کرنے کے لئے ذی الحجہ کا مہینہ ہونا ضروری ہے اور اس پر مستزاد یہ ہے ذی الحجہ کی 10 سے 13 تک ہی اس کا وقت متعین ہے اب جو اس کے خلاف کرے گا اس کی قربانی قربانی نہیں بلکہ صرف گوشت خوری ہوگی، اس کے اندر ہمارے لئے یہی تو پیغام ہے کہ ہم اپنے نماز اور دیگر عبادتوں کو وقت پر ادا کیا کریں، خاص کر نماز جس کو اللہ نے وقت پر ہی ادا کرنے کا حکم دیا ہے:" إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا " یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔(النساء:103)

ہائے افسوس! وقت مقررہ پر تو ہم قربانی کر لیتے ہیں مگر نماز کے اوقات کا ہم خاص خیال نہیں رکھتے ہیں، من میں آیا تو پڑھ لیا، من میں آیا تو چھوڑ دیا، کبھی مغرب پڑھ لی کبھی نہیں پڑھی، جماعت کا بھی ٹھیک سے اہتمام نہیں کرتے ہیں، بھلا یہ سوچیں کہ کیا اس طرح سے بے وقت نماز پڑھنے سے ہماری نماز قبول کی جائیں گی، ہرگز نہیں جس طرح سے بے وقت قربانی قابل قبول نہیں ٹھیک اسی طرح سے بے وقت ادا کی جانے والی نماز بھی رائیگاں اور بیکار ہیں۔

(10) قربانی ہمیں نمازوں کا اہتمام کرنیکی تعلیم دیتی ہے : قرآن مجید کے اندر رب العالمین نے نماز کے ساتھ قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا " فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" کہ اے نبی ﷺ آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔(الکوثر:2) مذکورہ بالا آیت کے اندر جہاں قربانی کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ اللہ نے نماز کے ساتھ قربانی کا ذکر کیا ہے وہیں پر یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جو انسان قربانی کرنے جا رہا ہے اسے چاہئے کہ پہلے وہ نماز کا پابند ہو جائیں اور قربانی کے ساتھ ساتھ نماز کا بھی اہتمام کریں ورنہ نماز کے بغیر قربانی ہی کیا دیگر عبادتیں بھی رائیگاں و بیکار ہیں، جیسا کہ ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول رحمت ﷺ نے فرمایا کہ نماز تین حصوں پر مشتمل ہوتی ہے، ایک تہائی حصہ طہارت و وضو ہے اور ایک تہائی حصہ رکوع اور ایک تہائی حصہ سجود ہیں پھر آگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ :"فَمَنْ أَدَّاهَا بِحَقِّهَا قُبِلَتْ مِنْهُ وَقُبِلَ مِنْهُ سَائِرُ عَمَلِهِ وَمَنْ رُدَّتْ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ رُدَّ عَلَيْهِ سَائِرُ عَمَلِهِ" پس جس نے نماز کو اس کے تمام حقوق کے ساتھ ادا کیا تو اس کی نمازیں بھی قبول کی جائیں گی اور ساتھ میں اس کے تمام نیک اعمال بھی قبول کئے جائیں گے اور ہاں جس انسان کی نمازیں رائیگاں اور ناقابل قبول ہوں گی تو اس کے تمام نیک اعمال بھی رائیگاں اور بیکار ہو جائیں گے۔(الصحیحة للألبانی: 2537) اب یہ حدیث پڑھنے اور سننے کے بعد ذرا سوچئے کہ اگر ہم نماز کی پابندی نہیں کریں گے تو پھر یہ ہماری قربانیاں اور دیگر نیک اعمال کس کام کی؟ قیامت کے دن رب کے حضور جب ہم کھڑے ہوں گے تو رب العالمین ہم سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال کرے گا اور جب ہماری نماز صحیح ہوگی تو قربانی اور دیگر تمام عبادتیں اپنے آپ صحیح ہو جائیں گی جیسا کہ فرمان مصطفی ﷺ ہے:"إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ" کہ یقیناً کل بروز قیامت ہر ایک سے سب سے پہلے تمام نیک اعمال میں جس عمل کے بارے میں سوال ہوگا وہ نماز ہی ہے، پس اگر نماز صحیح نکلی تو پھر کامیابی ملے گی اور انسان جنت میں داخل ہوگا اور اگر نماز نامکمل نکلی تو پھر انسان کو ہلاک و برباد ہونے سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔(الصحیحة للألبانیؒ:1358، ترمذی:413)

برادران اسلام! اب ذرا سوچئے کہ اگر ہم نمازوں کا اہتمام نہیں کریں گے تو پھر ہماری یہ قربانیاں کس کام کی؟ تو آیئے ہم سب آج سے ہی یہ عہد کرتے ہیں کہ جس طرح سے ہم نے قربانیاں دی ہیں ٹھیک اسی طرح سے ہم نمازوں کا بھی اہتمام کریں گے، اپنی زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق گذاریں گے، اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنے تمام باطل اور ناجائز سفلی خواہشات کو قربان کر دیں گے، قربانی کے ساتھ ساتھ سماج و معاشرے کے تمام باطل وفرسودہ رسم و رواج کو بھی چھوڑ دیں گے، اپنے جان و مال کو رضائے الٰہی کے لئے قربان کر دیں گے۔ ان شاءاللہ

ساری انسانیت کی ہدایت ورہنمائی اور اصلاح اور اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام قرآن مجید سے رشتہ مضبوط کرنے کے لیے

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

کے زیر اہتمام اپنی نوعیت کا منفرد

بیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم

بتاریخ 3-4/اگست 2024 بمطابق 27-28/محرم الحرام 1446ھ بروز ہفتہ، اتوار

بمقام: اہل حدیث کمپلیکس، D-254، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی، 25

رجسٹریشن کی آخری تاریخ: 28/جولائی 2024ء

اغراض ومقاصد

☆ قرآن کریم کے پیغام امن وشانتی کوعام کرنا ☆ مسلمانوں کوزندگی کے تمام امور میں قرآنی تعلیمات پرعمل پیراہونے کی ترغیب دینا ☆ قرآن کریم کی تلاوت، تجوید وحفظ، اس کے معانی وتفسیر پرفکروتدبر میں دلچسپی پیدا کرنا ☆ مسلمان بچوں میں قرآن کریم کی تلاوت وحفظ کا شوق پیدا کرنا ☆ امت کوکتاب الٰہی سے وابستہ کرکے دنیاوآخرت میں فوزوفلاح سے ہمکنار کرنا ☆ حفاظ وقراء کی حوصلہ افزائی نیز مدارس میں فن تجوید پرمزید توجہ کی راہ ہموار کرنا

خصوصیات

● ہزاروں روپے کے نقد انعامات ● حوصلہ افزائی کے لیے بھی متعدد ومختلف النوع انعامات ● ممتاز حفاظ وقراء کے لیے بین الاقوامی مقابلہ قرآن میں نامزدگی کا امکان ● ملک بھر میں ۲۵ سال سے کم عمر کے حفاظ وقراء وطلباء کے لیے نادر ونایاب موقعہ

مقابلے کے زمرے

اول: حفظ قرآن کریم کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	دوم: حفظ قرآن کریم بیس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت
سوم: حفظ قرآن کریم دس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	چہارم: حفظِ قرآن کریم پانچ پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت
پنجم: ناظرہ تلاوت قرآن کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	ششم: سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق کے ترجمے اور تفسیر کا تحریری امتحان

ترجمہ وتفسیر (سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق) کا تحریری امتحان بتاریخ ۳/اگست ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوگا اور اس کا پرچہ سوالات مصحف مطبوع مجمع الملک فہد ۱۴۱۷ھ ترجمہ مولانا جوناگڑھیؒ کی روشنی میں تیار کیا جائے گا۔ ☆ امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ پاروں کا حافظ ہو اور احکام تجوید وقرأت سے بھی واقف ہو، احکام تجوید کے سوالات کا عملاً جواب دے سکے، قرأتِ سبعہ میں سے کسی ایک قرأت کے مطابق تلاوت کرے، جس کا واضح اندراج فارم داخلہ میں کرنا لازمی ہے۔ ☆ ایک قاری کوصرف ایک ہی زمرہ میں شرکت کی اجازت ہوگی۔

اہم وضاحت: ☆ زمرہ اول ودوم وسوم وچہارم امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ پاروں کا حافظ ہو اور احکام تجوید وقرأت سے بھی واقف ہو، احکام تجوید کے سوالات کا عملاً جواب دے سکے، قرأتِ سبعہ میں سے کسی ایک قرأت کے مطابق تلاوت کرے، جس کا واضح اندراج فارم داخلہ میں کرنا لازمی ہے۔ ☆ ایک قاری کوصرف ایک ہی زمرہ میں شرکت کی اجازت ہوگی۔ ☆ اگر کسی زمرے کے لیے پانچ سے کم امیدوار اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی پہنچے تو مرکزی جمعیت اس زمرے کا مقابلہ منعقد کرنے سے معذور ہوگی۔

شرائط شرکت مسابقہ

❶ مقابلہ میں شرکت کی درخواست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقررہ فارم پر ہی دی جائے گی۔(ناگزیر حالات میں مقررہ فارم کی فوٹو کاپی استعمال کی جاسکتی ہے)❷ شرکت کے متمنی قاری کی عمر ۲۵ سال سے زائد نہ ہو ❸ امیدوار کا شمار ملک کے مشہور پیشہ ور قراء میں نہ ہوتا ہو۔ ❹ اس سے پہلے وہ کسی بین الاقوامی مقابلۂ حفظ وقرأت میں حصہ نہ لے چکا ہو ❺ مرکزی جمعیت کے کسی مقابلے کے شریک قاری کو اس زمرے میں یا اس سے نیچے کے زمرے میں شرکت کی اجازت نہیں ہوگی جس میں وہ پہلے بھی حصہ لے چکا ہو۔ ❻ مقابلے میں شرکت کی مکمل درخواست، انعقاد مقابلہ سے پانچ روز قبل دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو موصول ہونا لازمی ہے بصورت دیگر درخواست رد کردی جائے گی ❼ حفظ قرآن اور تجوید واحکام کی قابل قبول سند یا تصدیق نامہ کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ منسلک ہو اور اصل اپنے ساتھ لائے۔ ❽ مقابلے میں شرکت کی نامزدگی کسی دینی تعلیمی ادارے یا معروف مسلم تنظیم کی جانب سے ہونی چاہیے ❾ اصولِ تجوید وقرأت سے ناواقف امیدوار کو مقابلے سے خارج کردیا جائے گا۔

☆ زمرۂ پنجم (ناظرہ قرآن مکمل) میں حفظ کررہے طلبہ کو شرکت کی اجازت نہ ہوگی۔

ان شاء اللہ نقدانعامات کے علاوہ دیگر انعامات بھی دیئے جائیں گے
نیز دیگر شرکاء کے لیے بھی کچھ تشجیعی انعامات ہوں گے۔

عام وضروری شرائط

(۱) مقابلے کی شرائط اور درخواست فارم دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے طلب کئے جاسکتے ہیں۔ نیز صوبائی جمعیات کے دفاتر سے بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(۲) اس مقابلے میں شرکت کے امیدوار اپنے جملہ اخراجات سفر کے ذمہ دار خود ہوں گے۔

(۳) امیدواروں کے دوروزہ قیام وطعام کا بندوبست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی جانب سے کیا جائے گا بشرطیکہ اس کی اطلاع پانچ روز قبل مرکزی جمعیت کو مل چکی ہو۔

(۴) قیام گاہ جانے سے قبل اپنی آمد کا اندراج لازماً مکمل کرائیں۔ موسم کے مطابق بستر ساتھ لائیں۔ جمعیت اس سلسلے میں تعاون سے معذور رہے گی۔

(۵) نابینا امیدوار کے ہمراہ آنے والے ایک صاحب کی ضیافت کی ذمہ داری بھی مرکزی جمعیت قبول کرے گی۔

(۶) غیر امیدوار افراد یا ساتھ آنے والے افراد ۹۰/روپے یومیہ کا کھانے کا کوپن حاصل کرکے ناشتہ، ظہرانہ اور عشائیہ کی سہولت حاصل کرسکتے ہیں۔

(۷) قواعد وضوابط اور فارم میں مذکورہ شرائط کی تکمیل کرنے والے امیدوار ہی شرکت کے مجاز ہوں گے۔

ملاحظہ: اس سلسلے میں مزید معلومات کے لیے ناظم مقابلہ کمیٹی سے ہرروز (علاوہ اتوار) شام ۴/بجے سے ۶/بجے تک بذریعہ فون یا شخصی طور پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

درخواست فارم پندرہ روزہ جریدہ ترجمان کے حالیہ شماروں (۱-۱۵/جون ۲۰۲۴ء تا ۱-۱۵/اگست ۲۰۲۴ء) سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ نیز مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ویب سائٹ www.ahlehadees.org اور فیس بک پر بھی دستیاب ہے شرکت کے خواہشمند طلبا اسے فری ڈاؤن لوڈ کرسکتے ہیں۔

ضروری معلومات نیز فارم حاصل کرنے کے لیے فوراً رابطہ قائم کریں

مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کمیٹی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۶

فون: 011-23273407 ای میل: jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

Mob. 9213172981, 8744033926

مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کمیٹی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
۴۱۱۶، اہل حدیث منزل، اردو بازار
جامع مسجد، دہلی۔۶ ۱۱۰۰۰
فون: ۲۳۲۷۳۴۰۷

۱- پاسپورٹ سائز کے تازہ فوٹو چار عدد، ایک چپکائیں اور ۳ ساتھ میں روانہ کریں۔
۲- چپکائے گئے فوٹو پر ادارے کی مہر ضرور لگوائیں۔

فارم درخواست

بیسواں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم

سال: ۱۴۴۶ھ-۲۰۲۴ء

(فارم صاف ستھرے لفظوں میں پُر کریں)

نام:..................ولدیت:....................لقب:....................پیشہ:....................

مقام عمل:..........تاریخ پیدائش: (تاریخ، مہینہ اور سال کی وضاحت کے ساتھ) ہندسوں میں:....................لفظوں میں:....................

مسلک/تعلیمی اسناد:....................مراسلت کا مکمل پتہ اردو میں (مع پن کوڈ):....................

فون:....................مراسلت کا مکمل پتہ انگریزی میں (مع پن کوڈ):....................فون:....................

مقابلہ کے لیے بھیجنے والی تنظیم/ادارہ کا نام و پتہ:....................

(تصدیق نامہ، تنظیم/ادارہ کے مطبوعہ لیٹر ہیڈ پر سربراہ ادارہ کے دستخط و مہر کے ساتھ منسلک کریں)

کیا اس سے قبل کسی ملکی یا غیر ملکی قرآنی مقابلہ میں شرکت کی ہے؟ اگر ہاں تو اس کی تفصیل:....................

گزشتہ مسابقہ کے جس زمرے میں شریک ہوئے تھے اس کی وضاحت:....................

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اس مقابلۂ قرأت کے کس زمرے میں شرکت چاہتے ہیں؟:....................

۱:- مکمل حفظ قرآن　　۲:- بیس پارے　　۳:- دس پارے

۴:- پانچ پارے　　۵:- ناظرہ قرآن کامل　　۶:- ترجمہ وتفسیر کا تحریری امتحان

اگر بیس یا دس یا پانچ پاروں کے حفظ میں حصہ لینا ہے تو ان پاروں کی وضاحت:....................

آپ کس اصولِ قرأت کے مطابق تلاوت کریں گے؟ حفص/ورش/قالون/الدوری (منتخب کردہ روایت کی نشان دہی کریں)....................

کیا آپ کا پاسپورٹ تیار ہے؟ اگر ہاں تو اس کی فوٹو کاپی لازماً منسلک کیجئے اور پاسپورٹ نمبر لکھئے:....................

———: اقرار نامہ :———

مندرجہ بالا معلومات میرے علم و یقین کے مطابق بالکل درست ہیں۔ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقابلۂ قرأت کے قواعد وضوابط کی پابندی کروں گا اور اس کے ہر فیصلہ کو قطعی اور آخری تسلیم کروں گا۔

امیدوار کا نام:....................دستخط:....................تاریخ:....................

تصدیق نامہ (نامزد کرنے والے تعلیمی ادارے یا مسلم تنظیم کے کسی ذمہ دار کا)

میں مذکورہ بالا طالب علم امیدوار کی تصدیق کرتا ہوں:

نام:....................منصب:....................تصدیق کنندہ کے دستخط:....................تاریخ:....................

ادارہ/تنظیم:....................مہر:....................

برائے دفتری امور

۱- یہ درخواست مؤرخہ....................کو موصول ہوئی۔　　وصول کنندہ کا دستخط....................

۲- برائے زمرہ:....................　　۳- درخواست منظور/نامنظور....................

۴- نامنظوری کی وجہ:....................　　دستخط سکریٹری مقابلہ کمیٹی....................

عظمتِ نماز

مولانا آصف تنویر تیمی

اللہ تعالی نے ہم انسانوں اور جناتوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔اللہ تعالی کو اپنے بندوں کی بندگی بڑی پسند ہے۔وہ چاہتا ہے کہ ہم تا قیامت اس کی عبادت میں لگے رہیں۔ہماری زندگی کا کوئی لمحہ عبادت سے خالی نہ ہو۔عبادت کرنے والا مسلمان اللہ سے قریب ہوتا ہے۔اور تقربِ الٰہی سے وہ مقام حاصل کر لیتا ہے جو عام لوگوں کو حاصل نہیں ہوتا۔بلکہ عبادت گزاروں کو ہر ساعت نیکیوں اور بھلائیوں کی توفیق ملتی ہے جس توفیق سے دیگر لوگ محروم ہوتے ہیں۔اور توفیق الٰہی سے محرومی سے بڑی کوئی دوسری محرومی نہیں ہوسکتی۔

عبادات میں نماز اعلی درجہ کی عبادت ہے۔یہ سراپا ایمان ہے۔توحید کے اقرار کے بعد ہر مکلّف مسلمان کے لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ نماز پڑھے۔نماز سے اللہ اور بندوں کے درمیان مضبوط تعلق اور مستحکم رشتہ استوار ہوتا ہے۔نماز کی عظمت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اس فرضیت کی دیگر عبادات کی طرح بذریعہ جبریل علیہ السلام نہیں ہوئی بلکہ اللہ پاک نے بذات خود اپنے رسول کو اپنے پاس بلایا جس کو معراج کہتے ہیں اور اسی موقع سے ساتویں آسمان کی بلندی پر پانچوں وقتوں کی نمازیں فرض قرار پائیں۔حالت سفر ہو یا حالت مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی نماز ترک نہیں کی بلکہ آپ کی آخری وصیتوں میں سے نماز تھی۔آپ نے اپنی امت کو اس کی اہمیت اور عظمت کا احساس دلایا۔حالت جنگ میں بھی نماز معاف نہیں ہے۔اگر نماز سے فرار کا کوئی موقع ہوسکتا تھا تو وہ حالت جنگ تھی مگر اس حالت میں بھی جماعت کی پابندی کے ساتھ نماز کی ادائیگی لازم ٹھہری جیسا کہ صلاۃ الخوف سے متعلق آیتوں میں مذکور ہے۔

نماز ایسی عبادت ہے جو ہر امت پر فرض رہی ہے۔سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی پر اللہ تعالی نے نماز کو الگ الگ صورت اور شکل میں فرض رکھا۔سیدنا یونس علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:"پس اگر یہ پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔تو لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک اس کے پیٹ میں ہی رہتے"۔(الصافات:143-144) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ "المسبّحین" سے مراد المصلین ہے۔یعنی نماز کی وجہ سے انہیں مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قول کو اللہ نے ذکر فرمایا جب انہوں نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام کو مکہ میں لے جا کر بسایا تو فرمایا:"اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کے جنگل میں تیرے والے گھر کے پاس بسائی ہے۔اے ہمارے پروردگار! یہ اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں"۔(ابراہیم:37) سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:"اس کتاب میں اسماعیل کا واقعہ بھی بیان کر، وہ بڑا ہی وعدہ کا سچا تھا،اور تھا بھی رسول اور نبی۔وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا تھا،اور تھا بھی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول"۔(مریم:54-55) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے اللہ تعالی نے فرمایا:"اپنے گھرانے کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھ اور خود بھی اس پر جمارہ،ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے، بلکہ ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں،آخر میں بول بالا پرہیز گاری کا ہے"۔(طہ:132)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں سیدنا ابو بکر صدیق صحابہ کرام کی امامت کراتے تھے۔پیر کے دن(جس دن آپ کی وفات ہوئی) کچھ پل کے لئے جب آپ کو عافیت نصیب ہوئی تو اپنے کمرہ کا پردہ اٹھایا تو دیکھا کہ صحابہ کرام صف میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔یہ منظر دیکھ کر آپ کا چہرہ خوشی اور مسرت سے کھل گیا۔آپ ہنسے اور مسکرائے۔راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی دیکھ کر ہمیں لگا کہ کہیں ہم فتنہ(نماز خراب نہ ہوجائے) میں مبتلا نہ ہوجائیں۔ابوبکر رضی اللہ نے سمجھا کہ شاید آپ مسجد میں نماز کے لئے آئیں گے،اس لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے۔لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز مکمل کرنے کا حکم دیا،اور اپنے کمرے کا پردہ گرالیا،اور اسی دن آپ اللہ کو پیارے ہوگئے"۔(متفق علیہ) اس حدیث سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے کتنی خوشی ہوتی تھی۔بیماری اور کمزوری کی حالت میں بھی اپنے صحابہ کو حالت نماز میں دیکھ کر آپ کو مسرت ہوئی اور مسکرائے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی آخری گفتگو نماز کے بارے میں تھی، آپ نے فرمایا"نماز نماز، تم لوگ اللہ سے ڈرنا اور غلاموں اور لونڈیوں کا خیال رکھنا"۔(مسند احمد) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"مسلمان اور شرک وکفر میں حد فاصل نماز ہے"۔(صحیح مسلم) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں فرمایا:"ہمارے اور ان (کافروں) میں فرق نماز ہے،جس نے اس کو ترک کردیا اس نے کفر کیا"۔(مسند احمد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جس نے ہماری نماز پڑھی، ہمارے قبلہ کو اختیار کیا، ہمارے ذبیحہ کو کھایا، وہ مسلمان ہے، وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ میں ہے، کسی بھی حال میں اللہ کے ذمہ کو توڑنا نہیں چاہئے"۔(صحیح البخاری)

سیدنا تمیم بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اعمال میں سے سب سے قبل ایک شخص سے مرنے کے بعد نماز کے بارے میں

سوال کیا جائے گا،اگر اس کی نماز مقبول ہوگئی تو دیگر اعمال بھی قبول ہوں گے"۔(مصنف ابن ابی شیبہ) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"تم اپنے بچوں کوسات سال کی عمر میں نماز کاحکم دیا کرو،اوراگردس سال ہونے کے بعدبھی نماز نہ پڑھیں تو انہیں مارو،اور ان کابستر الگ کردو"۔(مسند احمد)

نماز کی صحت وثواب کے لئے نماز کواس طریقے پر پڑھنا ضروری ہے جوطریقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایاہے۔سنت کی مخالفت کرنے والوں کی نمازنہیں ہوتی۔چنانچہ ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ باجماعت نماز کااہتمام کرے۔اگرنماز کے لئے جماعت ضروری نہیں ہوتی تو موذنوں،اماموں اورمساجد کے تعلق سے مسائل واحکام کتاب وسنت میں درج نہیں ہوتے۔نماز باجماعت کے وجوب کے بہت سارے دلائل ہیں۔اس کی سب سے بڑی دلیل حالت خوف وخطر میں نماز کاباجماعت ادا کرنا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "منافقوں پرسب سے زیادہ گراں عشاءاور فجر کی نماز ہے،اگرانہیں معلوم ہوتا کہ ان دونوں کا کتنا اجروثواب ہےتو اپنے گھٹنے کے بل آتے۔میراارادہ ہوتا ہے کہ میں نماز کھڑی کرنے کا حکم دوں،کسی کو امامت کے لئے مکلّف کردوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں چندلوگوں کے ساتھ لکڑی کا گٹھا لیکران لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اوران کے گھروں میں آگ لگا دوں"۔(صحیح مسلم) اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اگر گھروں میں نماز جائز ہوتی تو ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھروں کوآگ لگانے کاارادہ ظاہر نہ کرتے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیااورکہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مسجد تک مجھےلیکرآئے۔وہ شخص آپ سے اس بات کی اجازت چاہتا تھا کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لے،آپ نے اس کا عذرسن کر رخصت عطا کر بھی دی۔جب وہ واپس جانے لگاتو آپ نے بلایااور پوچھا:"کیاتم نماز کی اذان سنتے ہو؟"اس نے ہاں میں جواب دیا۔پھرآپ نے کہا:"تمہارےاوپر جماعت واجب ہے"۔(صحیح مسلم)

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔آج بہت سارے لوگ معمولی معمولی عذر کی بنیاد پر باجماعت نماز نہیں پڑھتے،ایسے لوگوں کی نمازیں نہیں ہوتیں،نیز وہ اجرعظیم سے بھی محروم ہوتے ہیں۔باجماعت نماز کی بڑی فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے۔یادرکھئے کہ باجماعت نمازاسلام اورمسلمان کی بڑی نشانی ہےکسی کوبھی اس نشانی کوضائع نہیں کرنی چاہئے۔اس لئے ہم سب اس بات کا وعدہ کریں کہ تاحیات نماز باجماعت پڑھیں گے،سستی اورکاہلی کی وجہ سے نماز سے غافل نہیں رہیں گے۔نماز کے بےشمارفوائد آدمی کی دنیوی واخروی زندگی پرنمودار ہوتے ہیں۔نماز سے محروم شخص حقیقی دنیاوی مسرت و شادمانی اورسکون واطمینان سے دور رہتا ہے جبکہ یہ چیزیں نمازی کو حاصل ہوتی ہیں۔اللہ ہم سب کونماز باجماعت کاپابند بنائے اورترک صلوۃ سے بچائے۔☆☆

(بقیہ صفحہ۱۵کا)

اورخواص گائے کی مانندہی ہے"لسان العرب میں ہے۔والجاموس نوع من البقردخیل وجمعہ جوامیس فارسی معرب (ج:۶ص:۴۳) المعرب فی ترتیب المعرب (لابی الفتح ناصرالخوارزمی متوفی ۶۱۶ھ) میں ہے والجاموس نوع من البقر (ص:۸۹، طبع بیروت)مصباح المنیر میں ہے **والجاموس نو ع من البقر کانہ مشتق من ذلک** (ج:۱ص:۱۳۴،طبع مصر)

اسی طرح بعض محدثین نے بھینس کوحکم زکوۃ میں گائے کےحکم میں رکھا ہےیعنی گائے میں زکوۃ کا جوحساب ہوگا اسی حساب سے بھینسوں میں سے زکوۃ ادا کی جائے گی۔جیسےامام مالک رحمہ اللہ کاقول ہے**قال مالک فی العراب والبخت والبقر والجوامیس نحو ذلک** (مؤطاامام مالک مع شرح مسوی مصفی ج:۱ص:۲۱۳)یعنی جس طرح بکری سے زکوۃ لینے کی تفصیل بیان کی گئی ہے ایسے ہی عربی اونٹوں بختی اونٹوں اورگایوں اوربھینسوں سے زکوۃ وصول کی جائے گی،بعض اورتابعین سے بھی اسی امرکی صراحت ملتی ہے کہ بھینس حکم زکوۃ میں گائے پرمحمول ہوگی (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الزکاۃ ج:۳ص:۲۲۱)

دیگر ضروری باتیں: عیدالاضحیٰ کی نماز بہ نسبت عیدالفطر کی نماز کے جلد پڑھ لینی چاہیے۔عیدالاضحیٰ میں بہتر ہے کہ آدمی بغیرکچھ کھائے پیئے نماز کے لیےجائے اورآکرکھائے۔لباس اپنی حیثیت واستطاعت کے مطابق عمدہ پہنے۔خوشبووغیرہ بھی استعمال کرلی جائے۔

نمازعید کے بعدمعانقہ کی جورسم ہے یہ ایک عام رواج ہے۔مسنون طریقہ نہیں ہے۔مسنون طریقہ صرف سلام ومصافحہ ہے۔

قربانی رات کوبھی کی جاسکتی ہےاس سلسلے میں ایک حدیث جونہی کی بابت آئی ہے وہ سخت ضعیف ہے۔اس لیے قابل استدلال نہیں (نیل الاوطار ج:۵ص:۱۴۳)

عورتیں نمازعید میں بھی حاضرہوں اورتکبیریں بھی پڑھیں۔ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا،یوم النحر کوتکبیریں پڑھتی اوردیگرعورتیں بھی (صحیح بخاری۔کتاب العیدین ص:۱۳۲)

نمازعید کے لیےآتے جاتے راستہ تبدیل کرلیاجائے۔

نماز کھلےمیدان میں مسنون ہےاس کے لیےاذان کی ضرورت ہے نہ اقامت کی۔

اس میں تکبیر تحریمہ کےعلاوہ بارہ تکبیریں ہیں(پہلی رکعت میں سات اوردوسری میں پانچ)

عید کا خطبہ بھی ضرورسنناچاہیے جولوگ صرف نماز پڑھ کر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں وہ مسلمانوں کی اس اجتماعی دعا کےشرف سےمحروم رہتے ہیں جس میں شمولیت کی حضورﷺ نے بڑی تاکید کی ہے یہاں تک کہ حائضہ عورتوں کوبھی اسی نقطہ نظر سےعیدگاہ میں جانے کاآپﷺ نےحکم فرمایاتھا۔تاہم خطیب کوبھی چاہیے کہ خطبہ مختصر دے۔

☆☆☆

کرسی پر نماز

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی، مئو

نماز متعدد افعال واعمال اور اقوال واذکار کا مخصوص مجموعہ ہے جو عموماً ہر مسلمان کو معلوم ہے، اور یہ بھی ہر باشعور مسلمان کو معلوم ہے کہ جو افعال واعمال صلوۃ، مثلاً قیام، رکوع، قومہ بعد الرکوع، سجدہ اور قعدہ نماز کے فرائض وارکان میں سے ہیں اگر ان میں سے کوئی عمداً بلکہ سہواً بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوگی، اس کی تلافی ضروری ہے، ان تمام ارکان وفرائض کی اسی طرح ادائیگی واجب ہے جس طرح شریعت نے اس کی تعلیم دی ہے، مثال کے طور پر سجدہ کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات اعضاء پر سجدہ کروں دونوں ہاتھ دونوں قدم کی انگلیاں، دونوں گھٹنے اور پیشانی (معہ ناک یعنی چہرہ) (بخاری، مسلم وغیرہ) البتہ اگر کسی واقعی عذر بیماری، کبرسنی وغیرہ کی بنا پر ان ارکان وفرائض میں سے کسی کی مشروع طریقہ پر ادائیگی ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو شریعت کی عطا کردہ رخصت اور ہدایت کے مطابق متبادل صورت اختیار کی جائے گی، چنانچہ صحابی رسول عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی معروف حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صل قائما، فان لم تستطع فقاعدا، فان لم تستطع فعلى جنب یعنی نماز (بحالت قیام) کھڑے ہوکر پڑھو، کھڑے ہونے کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو، اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو جس پہلو پر پڑھ سکتے ہو اس پہلو پر پڑھو۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک میں ایک بار موچ آگئی تھی، آپ کھڑے نہیں ہوسکتے تھے، تو آپ نے حجرہ کے بالاخانہ میں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھی پڑھائی، اسی طرح آپ مرض الموت میں وفات سے چند روز پہلے لوگوں کے سہارے مسجد میں آئے اور بیٹھ کر نماز پڑھی پڑھائی، اور صحابہ نے جو معذور نہیں تھے فی الجملہ کھڑے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ (بخاری، مسلم وغیرہ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں قیام کی استطاعت نہ ہو تو اس کا متبادل یہ ہے کہ نماز بیٹھ کر پڑھی جائے، اور ظاہر ہے کہ حسب معمول زمین اور فرش پر بیٹھ کر پڑھنا مراد ہے، اصل متبادل یہی ہے، لیکن اگر زمین اور فرش پر بیٹھ کر قعدہ وسجدہ کی استطاعت نہ ہو یہ سخت دشوار ہو تو کیا فرمان نبوی ''بیٹھ کر پڑھو'' کے اطلاق وعموم میں فرش وزمین کے علاوہ کسی اور چیز مثلاً کرسی پر بیٹھنے کو شامل وداخل قرار دیا جاسکتا ہے؟ یہ مسئلہ قابل غور وفکر اور محل اجتہاد ہے۔

راقم الحروف قلیل العلم کو اس بارے میں خوب شرح صدر نہیں ہے۔ تاہم میلان اس طرف ہو رہا ہے کہ فان لم تستطع فقاعدا کے اطلاق وعموم میں ''قعود علی الکرسی'' کو بھی داخل قرار دیا جاسکتا ہے کہ وہ بھی ''قعود'' کی ایک ممکن ہیئت وکیفیت ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اذا امرتکم بأمر فاتوا منه ما استطعتم یعنی آپ نے فرمایا جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو اس میں سے اس کی تعمیل کرو جس کی استطاعت ہو۔ (صحیح بخاری: ۲۸۸، صحیح مسلم: ۱۳۳۷)

لیکن یہ کرسی پر بیٹھ کر پوری نماز پڑھنے کی گنجائش ورخصت محض اس معذور کو ہوسکتی ہے کہ جو واقعی نہ قیام پر یعنی کھڑے ہونے یا کھڑے رہنے پر قدرت واستطاعت رکھتا ہے نہ زمین وفرش پر کسی طرح بیٹھنے کی قدرت واستطاعت رکھتا ہے، یعنی زمین پر بیٹھ کر مشروع ومعہود سجدہ وقعدہ نہیں کرسکتا ہے۔

قرون مشہود لہا بالخیر میں کسی کے کسی عذر کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی کسی مثال اور کسی نظیر کا مجھے علم نہیں۔ یہ عصر حاضر کا ظاہرہ ہے کہ اکثر مساجد میں چند کرسیوں کا انتظام ضرور ہوتا ہے، اور بعض معذورین کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں، اور بہرصورت پوری نماز کرسی پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔

البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز منبر پر کھڑے ہوکر نماز پڑھائی، مقصود صحابہ کو نماز کی تعلیم دینا تھا، آپ نے قیام، رکوع، اور قومہ منبر پر قیاماً، کھڑے کھڑے کیا، کیونکہ اس میں کوئی مشکل اور دشواری نہیں تھی۔ لیکن منبر پر چونکہ قعدہ وسجدہ حسب معمول نہیں ہوسکتا تھا تو اس کے لئے آپ منبر سے اتر آئے اور زمین ہی پر معہود ومطلوب طریقہ سے سجدہ وقعدہ فرمایا۔

دراصل ضابطہ یہ ہے کہ کسی رکن مثلاً قیام ورکوع، سجدہ وقعدہ پر قدرت واستطاعت کے باوجود اس کا ترکہ ہرگز جائز نہیں، بلکہ یہ مبطل صلوۃ ہے، قدرت کے باوجود کسی رکن وفرض کا ترک ہورہا ہو تو نماز نہیں ہوگی۔ قیام ورکوع اور سجدہ وقعدہ سے متعلق عذر اور معذورین کی مختلف حالتیں اور صورتیں ہوسکتی ہیں، ذیل میں چند صورتوں کی تفصیل اور ان کا حکم بیان کیا جاتا ہے:

(۱) مصلی کو ایسا عذر ہو کہ جس کی وجہ سے وہ نہ قیام ورکوع کرسکتا ہے۔ نہ زمین پر بیٹھ سکتا ہے کہ زمین وفرش پر بیٹھ کر جلسہ وقعدہ اور سجدہ مشروع طریقہ پر کرسکے۔ لیکن وہ کرسی پر بیٹھ سکتا ہے، تو ایسے واقعی معذور کے لئے پوری نماز کرسی پر بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔ رکوع وسجدہ اشارہ سے کرے گا، البتہ سجدہ کے لئے حتی الامکان رکوع سے زیادہ جھکنے کی کوشش کرے گا۔

☆ رکوع وسجدہ دونوں حالتوں میں وہ ہاتھوں کو قعدہ کی طرح گھٹنوں پر یا رانوں پر رکھے گا، سجدہ کے لئے اشارہ کے وقت ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں کے درمیان لٹکانے، یا

آگے بڑھانے کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں رکوع وسجدہ دونوں کی حالتوں میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں یارانوں ہی پر رکھنا ہوتا ہے۔

(۲) مصلی کو کوئی ایسا عذر ہو کہ جس کی وجہ سے وہ رکوع اور سجدہ وقعدہ مشروع ومعہود طریقہ پر نہیں کرسکتا۔ وہ اس پر قدرت واستطاعت نہیں رکھتا، لیکن قیام کی قدرت واستطاعت رکھتا ہے، بقدر ضرورت قیام کرسکتا ہے، کھڑا رہ سکتا ہے، تو ایسے معذور کے لئے (رکوع وسجود کے واسطے کرسی پر بیٹھنا اور کرسی پر بیٹھ کر رکوع وسجدہ اشارہ سے کرنا درست ہے) لیکن اس کے لئے قیام کی حالت میں کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہوگا، کیونکہ وہ قیام کی قدرت واستطاعت رکھتا ہے۔ اور قیام رکن ہے، اس لئے قدرت علی القیام کے باوجود قیام نہ کرنا ظاہر ہے کہ ضابطہ کی رو سے مبطل صلوۃ ہے، نماز نہیں ہوگی، بلکہ اسے قیام کی حالت میں قیام ہی کرنا ہوگا۔ بقیہ ارکان کے وقت کرسی پر بیٹھ جائے گا اور ان ارکان کو حسب ضابطۂ مذکورہ اشارہ سے ادا کرے گا۔

☆ ایسا معذور اگر تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو کوئی مشکل، کوئی مسئلہ نہیں ہے، لیکن اگر وہ باجماعت صف میں شامل ہو کر پڑھ رہا ہو تو مسئلہ یہ ہے وہ کہاں کھڑا ہو؟ اس کا محل قیام کیا ہو؟ تو جواب یہ ہے کہ اس کے لئے مناسب ترین صورت کہ جس میں بعض دوسری صورتوں کی بہ نسبت کوئی محذور کم سے کم لازم آئے گا، اور یہ اخف اور اہون صورت ہوگی، یہ ہے کہ یہ معذور مصلی کرسی صف میں بغل والے مصلی کے برابر میں رکھے اور قیام کی حالت میں کرسی سے متصل اس کے آگے کھڑا ہو، قیام کے بعد رکوع اور سجدہ وقعدہ جو مشروع ومعمول کے مطابق نہیں کرسکتا کرسی پر بیٹھ کر اشارہ سے کرے۔

اس صورت میں زیادہ سے زیادہ استواء صف میں یک گونہ خلل لازم آئے گا کہ مقتدی صف میں برابر نہیں ہوگا بلکہ ذرا آگے نکلا ہوا ہوگا۔ لیکن یہ محذور اور یہ خرابی ایک اہم رکن یعنی قیام کے ترک سے کم تر ہے، اخف اور اہون ہے۔ اس لئے اس صورت میں قیام کے وقت بھی قیام کے بجائے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا اور رکن قیام کو اس پر قدرت کے باوجود ترک کرنا اشد محذور اور بڑی خرابی ہے، ایسی خرابی کہ جس کی وجہ سے نماز ہی نہیں ہوگی، جبکہ استواء صف میں مذکورہ خلل اور خرابی ایسی نہیں ہے کہ اس وجہ سے نماز باطل ہو جائے۔

مذکورہ قسم کا معذور اگر قیام کے لئے یہ صورت اختیار کرے کہ قیام کی حالت میں صف میں برابر میں کھڑا ہو اور کرسی کو اپنے پیچھے رکھے کہ سجدہ وقعدہ کی حالت میں اس پر بیٹھ جائے گا، تو اس صورت میں اس کے پیچھے والے مصلی یا مصلیوں کے لئے رکوع وسجدہ باقاعدہ کرنا دشوار ہوگا بلکہ بسا اوقات ناممکن ہوسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی بڑی خرابی اور شدید ترین محذور ہے۔

اور اگر یہ معذور ایسا کرے کہ قیام کے وقت کرسی پیچھے رکھے اور صف میں برابر میں کھڑا ہو پھر سجدہ وقعدہ کے وقت کرسی کو آگے کرلے اور اس پر بیٹھ کر سجدہ وقعدہ کرلے پھر قیام کے وقت پیچھے کردے تو چونکہ یہ بار بار کرنا پڑے گا جو عمل کثیر ہو جائے گا، یہ بھی شدید ترین محذور اور بڑی خرابی ہے۔

پس اول الذکر صورت ہی سب سے مناسب اور کم سے کم محذور لازم آنے والی اور اخف واہون صورت ہے۔ اور یہ بھی عذر کی بنا پر گویا بر بنائے اضطرار ہوگا لہٰذا اس سے نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

مثال کے طور پر مقتدی کے لئے صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنا منع ہے، بلکہ ایک حدیث کی رو سے صف کے پیچھے تنہا پڑھ لینے کی صورت میں نماز کا اعادہ کرنا ہوگا، (ترمذی، ابوداؤد، مشکوۃ: ۱۱۰۵) لیکن آگے کی صف میں کوئی گنجائش نہ ہو، نہ دوسرے تیسرے کے آنے کی توقع ہو کہ اس کے ساتھ صف بنالے گا، نہ آگے کی صف سے کسی کو کھینچنے اور اس کے ساتھ مل کر صف بنانے کی گنجائش ہو، تو بدرجہ مجبوری واضطرار وہ مقتدی صف کے پیچھے، تنہا امام کی اقتداء میں نماز پڑھے گا، نماز ہو جائے گی۔ اعادہ کی بھی ضرورت نہ ہوگی (حالانکہ صف بندی میں یک گونہ خلل واقع ہے) (فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۳۹۶/۲۳)

(۳) مصلی کو ایسا عذر ہو کہ نماز میں قیام کی ضرورت کے بقدر قیام نہیں کرسکتا، کھڑا نہیں رہ سکتا، اور کھڑے قیام، یا قیام ورکوع کی قدرت واستطاعت نہیں رکھتا، لیکن قعدہ وسجدہ باقاعدہ زمین پر بیٹھ کر حسب مشروع کرسکتا ہے، تو ایسے معذور کے لئے گرچہ قیام ورکوع کی حالت میں کرسی پر بیٹھنے اور کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے اور کرسی پر بیٹھ کر قیام ورکوع حسب مذکور اشارہ سے کرنے کی گنجائش ہے۔ لیکن ایسے معذور کے لئے اول الذکر حدیث عمران بن حصینؓ کی رو سے اولی یہی ہوگا کہ وہ پوری نماز زمین پر بیٹھ کر پڑھے، قیام ورکوع بھی کہ جس پر وہ قادر نہیں ہے بیٹھ کر ہی کرے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی اور ہدایت فرمائی ہے کہ صل قائما، فان لم تستطع فقاعدا یعنی کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھو۔

لیکن ایسے معذور کے لئے پوری نماز کرسی پر بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں ہوگا، یعنی یہ درست نہیں ہوگا کہ ایسا معذور قیام ورکوع بھی کرسی پر بیٹھ کر کرے، اور اسی کے ساتھ قعدہ وسجدہ بھی کہ جسے باقاعدہ زمین پر بیٹھ کر حسب مشروع کرنے کی قدرت رکھتا ہے، کرسی پر بیٹھ کر اشارہ سے کرے۔ یہ ہرگز صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ ایسا کرنے کی صورت میں مشروع ومطلوب قعدہ وسجدہ کا جو کہ رکن ہے ترک لازم آئے گا، اور ترک رکن مبطل صلوۃ ہے، نماز نہیں ہوگی، سجدہ کے بارے میں جیسا کہ بیان ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات اعضاء پر سجدہ کروں یعنی دونوں ہاتھ، دونوں قدم، دونوں گھٹنے اور پیشانی معہ ناک، یہ ہے شرعی سجدہ اور اس کی مشروع ومطلوب ہیئت وکیفیت، جو ظاہر ہے کرسی پر بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کرنے کی صورت میں ادا نہیں ہوتی، اور جب سجدہ ادا نہیں ہوا تو نماز نہیں ہوئی۔

زیر بحث مسئلہ سے متعلق عذر ومعذور کی عموماً مذکورہ بالا صورتیں ہوسکتی ہیں، باقی اور جو ممکنہ صورتیں ہوسکتی ہیں ان کا حکم شروع میں بیان شدہ ضابطہ اور مذکورہ بالا نظائر سے معلوم ہوسکتا ہے، کچھ زیادہ بسط وتفصیل کی ضرورت نہیں۔

(بقیہ صفحہ ۲۹ پر)

الشیخ/عبدالولی عبدالقوی

زنا کی سنگینی اور اس کے مہلک نتائج

الحمد لله و الصلاة و السلام على رسول الله و أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له و أشهد أن محمدا عبده و رسوله و بعد:

زنا کاری ایک بدترین گناہ، گھناؤنا جرم ہے، جو بڑے گناہوں میں سرفہرست ہے، وہ اپنے اندر شر کی ساری خصلتوں کو سمیٹے ہوئے ہے، اسلام اور دیگر ادیان سماویہ میں بھی اسے ایک گھناؤنا جرم گردانا گیا ہے، اس کی سنگینی کے پیش نظر اسلام نے اس تک پہنچانے والے سارے چور دروازوں کا سد باب کیا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کا حکم دیا ہے، شریعت مطہرہ میں اس فعل بد سے پناہ طلب کرنے کی تعلیم دی گئی، اس سے بچنا نیک بندوں کی خوبی قرار دی گئی اور زبان وشرمگاہ کی حفاظت پر جنت کی ضمانت دی گئی اور کسی ملکہ حسن و جمال کی دعوت زنا کو رد کردینے پر سایہ عرش الٰہی پانے کی بشارت دی گئی، خاتون پر دفاع عزت اور مردوں پر ناموس خواتین کی پاسبانی فرض کی گئی، زنا کے بدکاروں کو سنگین برے مہلک نتائج کی خبر دی گئی اور ان کے لئے متعدد دنیوی واخروی سزائیں مقرر کی گئیں تاکہ ایک مسلمان خود کو اس گناہ عظیم سے دور رکھ سکے، لیکن معاشرہ میں بعض ناعاقبت اندیش مردوزن اس گندگی میں جا پڑے، انھیں کی یاددہانی کی خاطر میں نے کچھ کلمات سپرد قلم کئے ہیں۔

اس جرم کی سنگینی اور اس کی ہلاکت خیزیوں کے پیش نظر اللہ ﷻ نے اپنی کتاب عزیز میں اس گناہ میں ملوث ہونا تو درکنار اس کے قریب پھٹکنے تک سے منع فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾ (بنی اسرائیل:۳۲)[اور زنا کے قریب (بھی) نہ جاؤ، بیشک وہ ہمیشہ سے بہت بڑی بے حیائی اور برا راستہ ہے] (زنا کے قریب مت جاؤ یعنی اس کے دواعی اور اسباب ومحرکات سے بھی بچ کر رہو مثلا غیر محرم کو دیکھنا، ان سے اختلاط اور کلام کی راہیں پیدا کرنا، ان کے ساتھ خلوت اختیار کرنا، عورتوں کا بے پردہ گھومنا وغیرہ، ان تمام امور سے اجتناب ضروری ہے تاکہ زنا میں ملوث ہونے سے بچا جاسکے)۔

نیز فرمان الٰہی ہے:﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ (الانعام:۱۵۱)[اور بے حیائی کے جتنے بھی طریقے ہیں ان کے قریب بھی مت جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ]

شریعت اسلامیہ میں کچھ گناہ چھوٹے اور کچھ بڑے ہیں، پھر بڑے گناہوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو بہت ہی بڑے ہیں، زنا ایسے ہی بہت بڑے گناہوں میں سے ایک ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا (68) يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا﴾ (الفرقان:۶۹) [اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو یہ کرے گا وہ سخت گناہ پائے گا، اس کے لئے روز قیامت عذاب دگنا کیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ذلیل کیا ہوا رہے گا۔

مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ کفر کے بعد قتل ناحق اور پھر زنا سے بڑا کوئی گناہ نہیں، اسی لئے حد زنا میں یہ ثابت ہے کہ شادی شدہ کے لئے قتل اور غیر شادی شدہ کے لئے کوڑوں کی سزا ہے''۔(تفسیر القرطبی ۱۳/۷۶)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ قمطراز ہیں: ''قتل نفس کے بعد زنا سے بڑا کوئی گناہ نہیں''۔ (دیکھئے: غذاء الالباب للسفارینی ۲/۴۴۱)

بلکہ یہ گناہ تو اس قدر سنگین ہے کہ رب ذوالجلال نے گوارہ نہ کیا کہ شادی شدہ زناکار روئے زمین پر زندہ رہے، چنانچہ حکم دیا کہ شادی شدہ زناکار کو پتھروں سے مار مار کر ہلاک کردیا جائے یہاں تک کہ وہ فوت ہوجائے اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے لگائے جائیں۔

زنا کی شدید قباحت اور اس کی برائی کو واضح کرنے والی ایک بات یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے کے لئے جنت کی ضمانت دی ہے، چنانچہ فرمایا:

''من يضمن لي ما بين لحييه و ما بين رجليه أضمن له الجنة''
جس شخص نے مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دی تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔(بخاری ۶۴۷۴)

علامہ ابن بطال رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''انسان کے لئے سب سے بڑی آزمائش اس کی زبان اور شرمگاہ ہے جوان دونوں کے شر سے بچالیا گیا تو وہ سب سے بڑے شر سے بچایا گیا''۔(فتح الباری ۱۲/۱۱۲)

امام ابن القیم رحمہ اللہ زنا کے مفاسد اور اس کے تباہ کن نتائج کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''زنا اپنے اندر شر کی ساری خصلتوں: دین کی کمی، پارسائی کا خاتمہ، مروت واخلاق کی بربادی، قلت غیرت سب کو سموئے ہوئے ہے، اس کے عواقب اور

نتائج میں سے رب تعالی کی ناراضگی، چہرے کی تاریکی، دل کا اندھیرا اور اس کی بے نوری ہے، وہ بدکار کے وقار کو ختم کر دیتا ہے اور اسے اللہ تعالی اور اس کے بندوں کی نگاہوں سے گرا دیتا ہے......''۔(روضۃ المحبین ص ۳۵۸)

غرضیکہ زنا کاری ہر شر کا منبع وسنگم ہے، اس کے نتائج وعواقب شدید مہلک اور غایت درجہ تباہ کن ہیں، ہم ذیل میں اس کے بعض مہلک نتائج کا ذکر کرتے ہیں:

(۱) بوقت زنا زنا کار سے دولت ایمان سلب کر لی جاتی ہے:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[**لا يزني العبد حين يزني و هو مؤمن**] جب بندہ زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔(بخاری ۶۸۰۹، مسلم ۵۷)

سنن ابوداود [۴۶۹۰] کے الفاظ ہیں کہ جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے۔

(۲) زنا کار قبولیت دعا سے محروم کر دیا جاتا ہے:

عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''نصف شب کو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ایک منادی اعلان کرتا ہے کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے؟ کوئی سوال کرنے والا ہے کہ اسے دیا جائے کوئی مبتلائے مصیبت ہے کہ اسے اس سے دور کیا جائے؟ اس وقت اللہ عزوجل ہر مسلمان کی طلب کردہ ہر دعا قبول کر لیتے ہیں سوائی زانیہ کے جو اپنی شرمگاہ کے ساتھ پیشہ کرتی ہے یا لوگوں سے از راہ ظلم ٹیکس لینے والے کے۔(صحیح الترغیب و الترہیب ۷۸۶)

(۳) زنا کار کا خون ارزاں اور وہ واجب القتل ہو جاتا ہے:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''کسی مسلمان شخص کا جو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں خون حلال نہیں مگر یہ کہ وہ تین قسم کے لوگوں میں سے ہو (۱) شادی شدہ زنا کار (۲) قاتل (۳) مرتد''۔ (بخاری ۶۸۷۸، مسلم ۹۲۹۶)

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر شادی شدہ زنا کرے تو اسے رجم وسنگساری کے ذریعہ اس کا خون بہانا اور اسے جان سے مار دینا حاکم کے لئے روا ہے۔

(۴) زنا کاروں کے لئے دردناک عذاب کی وعید:

دنیوی عذاب سے بچے اور بغیر توبہ کے مرنے والے زنا کاروں کے لئے آخرت میں متعدد قسم کے عذابات ہیں، جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

زنا کار جہنم کے ایسے گڑھے میں ہوں گے جس کا بالائی حصہ تنگ اور نچلا حصہ فراخ ہوگا، ان کے نیچے آگ روشن ہوگی، جب مشتعل ہوگی تو وہ اوپر آجائیں گے گویا کہ اب وہ باہر نکل جائیں گے اور جب مدھم پڑے گی تو وہ نیچے چلے جائیں گے، وہ لوگ برہنہ ہوں گے، آوازیں بلند کریں گے اور شور وغوغا کریں گے، ان کی جانب سے آنے والی بدبو بیت الخلاء سے آنے والی بدترین بدبو کے مانند ہوگی، ان کی شکل وصورت انتہائی قبیح ہوگی۔(دیکھئے: بخاری ۱۳۸۶، ۷۰۴۷، صحیح الترغیب والترہیب ۲۳۹۲ و ۲۳۹۳ بروایت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ)

(۵) بوڑھے زنا کار سے رب شدید ناراض ہوگا اور وہ جنت سے محروم ہوگا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ بروز قیامت غیظ وغضب کی وجہ سے نہ تو ان سے کلام کرے گا نہ ہی انھیں گناہوں سے پاک وصاف کرے گا نہ ہی ان کی جانب رحمت کی نگاہ سے دیکھے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا، ان میں سے ایک بوڑھا زنا کار ہوگا''۔(دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۲۳۹۶)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے، ان میں سے ایک بوڑھا زنا کار ہوگا''۔(دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۲۳۹۸)

(۶) پردیسی کی بیوی سے زنا کرنے والے کو دوزخ کا اژدہا ڈسے گا: عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''پردیسی کی اہلیہ کے بستر پر بیٹھنے والے شخص کی مثال اس شخص کے مانند ہے جسے روز قیامت کے اژدہوں میں سے ایک اژدہا ڈسے گا''۔(دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۲۴۰۵)

(۷) پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا دیگر دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے: مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''آدمی کا دس عورتوں سے زنا کرنا پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے سے اس شخص پر ہلکا ہے''۔(مسند احمد ۲۳۸۵۴)

مراد یہ ہے کہ ایک پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے کا گناہ دس عورتوں سے زنا کرنے کے مجموعی گناہ سے زیادہ ہے۔

جب یہ گناہ اس قدر سنگین اور قبیح ہے تو آخرت میں اس کی سزا کتنی تکلیف دہ اور اذیت ناک ہوگی، رب کریم اس گناہ سے ہمیں اور ہماری اولاد کو محفوظ رکھے۔

(۸) فحاشی اور زنا کاری کے عام ہونے پر پوری قوم پر عذاب الہی کا نزول:

جب کسی قوم میں زنا عام ہو جائے تو پھر پوری قوم عذاب الہی میں مبتلا کر دی جاتی ہے:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''**اذا ظهر الزنا و الربا فى قرية فقد أحلوا بأنفسهم عذاب الله**''

جب کسی بستی میں زنا اور سود عام ہو جائے تو یقیناً انھوں (بستی والوں) نے اپنی جانوں کو اللہ تعالی کے عذاب کے لئے پیش کر دیا۔(صحیح الترغیب والترہیب ۲۴۰۱)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے گروہ مہاجرین! جب تم پانچ باتوں میں مبتلا کئے جاؤ اور میں اللہ تعالی کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ تم انھیں پاؤ: کسی قوم میں کبھی بھی زنا عام نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ

اسے علانیہ کریں مگر ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو کہ ان کے پہلے کے لوگوں میں نہ تھیں....آخر تک۔ (صحیح ابن ماجہ ۲/۳۷۰)

میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت اس وقت تک خیر و بھلائی کے ساتھ رہے گی جب تک ان میں اولاد زنا کی کثرت نہ ہوگی جب ان میں اولاد زنا کی کثرت ہو جائے گی تو پھر قریب ہے کہ اللہ تعالی ان سب کو اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیں گے۔ (صحیح الترغیب و الترہیب ۲۴۰۰)

افسوس کہ انسانی معاشرہ میں ایک بڑی تعداد میں بدکاری کا چلن ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایسے جنسی امراض کا طوفان آیا کہ اس سے پہلے کہیں ان کا نام ونشان نہ تھا، کاش لوگ محسن انسانیت محمد ﷺ کی سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی تنبیہ پر توجہ دیتے۔

(۹) فحاشی وزناکاری کے نتیجہ میں مہلک امراض کی لعنت:

قانون قدرت سے بغاوت اور فطری اصولوں سے انحراف کرنے والوں سے قدرت کے انتقام میں دیر تو ہوسکتی ہے مگر اندھیر نہیں، آج طبی طور پر یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ کتنی ہی بیماریاں ایسی ہیں جو انسانی جسم کو اس فعل بد کے نتیجہ میں لگتی ہیں، پوری دنیا خصوصا مغربی ممالک جہاں فحاشی عام ہے وہاں لاکھوں لوگ اللہ کی بے آواز لاٹھی کی زد میں آچکے ہیں، لاکھوں مررہے ہیں، لاکھوں زیر علاج ہیں، ہزاروں اسپتال ان جنسی بیماریوں کے علاج کے لئے خاص کئے جاچکے ہیں۔

جنسی بے راہ روی کے نتیجہ میں زناکار مرد وعورت کو جو بیماریاں لاحق ہوتی ہیں ان میں سرفہرست ایڈز (AIDS) ہے، جسے لوگ اس وقت اس کی ہولناکی کی وجہ سے کالی موت، طاعون، ایٹم بم اور قاتل نمبرا وغیرہ نام دیتے ہیں، اس میں مریض اپنے جسم کے اندر موجود بیماریوں کو روکنے والی قدرتی قوت دفاع کھودیتا ہے، نتیجۃً اس کا جسم ہر قسم کی بیماریوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور وہ چند لمحوں کی لذت کے عوض برسوں بستر مرگ پر سسک سسک کر مرتا ہے:

سچ کہا کسی نے: لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

زناکاری اور لواطت اور جنسی بے راہ روی کے نتیجہ میں رونما ہونے والے امراض میں سے ہرپس (HERPES) زہری (SYPHILS) اور سیلان (GONORRHOEAE) بھی ہیں، نیز سوزش جگر اور جلدی امراض میں سے خارش اور وائرس (VAIRS) کی بیماریاں بھی انھیں بدفعلیوں کا نتیجہ ہوتی ہیں، مغربی ممالک میں تو جنسی بے راہ روی کے نتیجہ میں ایک بڑی تعداد ان امراض کی شکار ہے لیکن برصغیر ہند و پاک میں بھی اس کے مریض کم نہیں ہیں، ان سب کا واحد حل زناکاری و بدکاری سے دوری اختیار کرنا ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو اس سنگین برائی اور اس کے خطرناک نتائج سے محفوظ رکھے، اور عفت و پاکدامنی کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ☆☆

(بقیہ صفحہ ۲۶ کا)

اب اپنے کو معذور سمجھ کر کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے والے حضرات خود اپنے احوال پر غور کر کے فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان کا عذر کس درجہ کا ہے اور کس نوعیت کا ہے، انھیں نماز کرسی پر بیٹھ کر پڑھنا چاہیے یا نہیں۔ یا کن افعال وارکان صلوۃ کی ادائیگی کے لئے انھیں کرسی پر بیٹھنا چاہیے اور کس صورت میں کرسی پر نہیں بیٹھنا چاہیے۔

البتہ یہ ضابطہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ کسی بھی رکن نماز کو اس کی اصل مشروع طریقہ پر ادائیگی پر قدرت واستطاعت کے باوجود اس سے غفلت برتنے سے، یا ایسی صورت اختیار کرنے سے جس میں اس کا ترک لازم آئے نماز ادا نہیں ہوگی۔

نیز یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ بندہ کے لئے نماز اللہ تعالی کے سامنے غایت درجہ عاجزی وتواضع، اور نہایت درجہ انکساری وکسر شان کا معاملہ ہے۔ نماز کے لئے کرسی کے استعمال سے نماز کی یہ روح مجروح ہوتی نظر آتی ہے، اس لئے اس سے ممکن حد تک احتراز ہی اولی ہے، الا یہ کہ واقعی مجبوری ہو تو بحالت اضطرار یہ بلاشبہ جائز ہے۔ اللهم انى اعوذبك من العجزوالكسل وسئى الاسقام۔ آمین

☆ بہر حال عذر کی بنا پر کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی مجبوری ہی ہو تو باجماعت صف میں شامل ہوکر نماز پڑھنے کی صورت میں چھوٹی قسم کی بلا دستانے والی کرسی کو ترجیح دینا چاہیے تاکہ کم سے کم جگہ لے اور صف میں کم سے کم خلل واقع ہو۔

☆ عذر کی بنا پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اصل صورت تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ قعدہ وتشہد میں بیٹھنے کی طرح دوزانو بیٹھے۔ لیکن اگر اسی طرح بیٹھنا مشکل اور مشقت کا باعث ہو تو پھر جس طرح بیٹھ سکتا ہے اس طرح بیٹھ کر پڑھے، مثلاً آلتی پالتی مار کر بیٹھنے کی صورت اختیار کرے، خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آلتی پالتی مار کر۔ متربعاً۔ نماز پڑھی ہے۔ (نسائی: ۱۶۶۱)

☆ فرض نماز قدرت علی القیام کی حالت میں بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں، لیکن سنن ونوافل کا حکم اس سے مختلف ہے نوافل قدرت علی القیام کے باوجود بیٹھ کر پڑھنا جائز اور درست ہے، البتہ قیاماً (کھڑے ہوکر) پڑھنے کی بہ نسبت اس صورت میں ثواب آدھا ملے گا۔ حدیث شریف میں ہے: من صلى قاعدا فله نصف أجرا القائم۔ ایک دوسری حدیث ہے: صلوة الرجل قاعدا نصف الصلوة یعنی جو نفل نماز قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھے گا، اس کو نصف صلوۃ کا ثواب ملے گا۔ (صحیح بخاری: ۱۱۱۵، صحیح مسلم: ۱۲۰)

☆ نماز فرض ہو یا نفل اگر کوئی واقعی عذر کی بنا پر کھڑے ہونے کے بجائے بدرجہ مجبوری (زمین پر یا کرسی پر) بیٹھ کر پڑھے تو اس کو حالت صحت میں کھڑے ہوکر پڑھی ہوئی نماز کے بقدر پورا پورا ثواب ملے گا۔ (صحیح بخاری: ۲۹۹۶) یہ اللہ ارحم الراحمین کی رحمت ہے، اس کی رحمت کی وسعت ہے۔

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اعلیٰ سطحی وفد کا دورۂ بہار ضلع کٹیہار کے متعدد مواضعات میں بھیانک آتش زنی سے ہوئی تباہیوں کا جائزہ اور متاثرین کے مابین ریلیف کی تقسیم

نئی دہلی: ۱۴؍مئی ۲۰۲۴ء، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی صاحب حفظہ اللہ کی قیادت میں مورخہ ۱۲؍مئی ۲۰۲۴ء مرکزی جمعیت کے اعلیٰ سطحی وفد نے بہار کے متعدد مقامات خصوصاً ضلع کٹیہار کے مختلف مواضعات کا دورہ کیا اور بھیانک آتش زنی سے ہوئی تباہیوں کا جائزہ لیا، متاثرہ مقامات خصوصاً بلا بنا گاؤں میں آتش زدگان کے مابین نقد ریلیف کی تقسیم عمل میں آئی، آتش زنی کے متاثرین میں سے جو انتہائی مفلوک الحال ہیں ان کی باز آبادکاری کے لیے عزم کا اظہار کیا گیا اور اس کی منصوبہ بندی بھی کی گئی۔ بلا بنا گاؤں یوں تو گنگا ندی کے کٹاؤ کی وجہ سے پہلے ہی شدید طور پر متاثر تھا اور آدھا گاؤں اس کی زد میں آکر بے نام ونشان ہوگیا تھا لیکن افسوس کہ گزشتہ 28/اپریل/2024ء کی شدید آتش زنی کی لپیٹ میں بقیہ آدھا گاؤں بھی آگیا اور سب کچھ تباہ وبرباد ہوگیا۔ واضح ہو کہ اس عظیم بستی کا بڑا حصہ کٹاؤ کا شکار ہو چکا ہے اور اس میں واقع عظیم الشان دومنزلہ مسجد کے در و دیوار سے گنگا کی موجیں ٹکرا رہی ہیں۔ مقامی لوگوں نے اپنے طور پر مسجد کے مزید کٹاؤ سے بچاؤ کا انتظام کر رکھا ہے۔ موقر وفد نے ظہر وعصر کی نمازیں اسی مسجد میں ادا کی اور لوگوں کو تسلی دی۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ بعد از خرابی بسیار کٹاؤ سے روکنے کا کام حکومت کی طرف سے شروع ہوا چاہتا ہے۔ جس کی تیاریوں کا وفد نے مشاہدہ بھی کیا اور حکومت بہار سے اپیل کی گئی کہ اس کام کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

پریس ریلیز کے مطابق امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ صاحب گنج جھارکھنڈ کی معروف بستی لال بتھانی جو دراصل کٹیہار میں ساحل گنگا پر بسی ان متعدد بستیوں کا مجموعہ ہے جن کے باشندے مختلف اوقات میں گنگا کے کٹاؤ کی وجہ سے نقل مکانی کر کے یہاں آکر بس گئے تھے، میں واقع مدرسہ اسلامیہ کے سالانہ اجلاس میں خطاب کر کے ڈاکٹر رحمت اللہ سلفی صاحب ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث کٹیہار وغیرہ کی معیت میں 11/مئی 2024ء کی صبح جھارکھنڈ سے منہاری کے راستے گنگا ندی پار کر کے مدرسہ عطیہ للبنات راگھوپور پہنچے، وہاں صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار کے نائب امیر اور ضلعی جمعیت اہلحدیث کٹیہار کے امیر مولانا انعام الحق مدنی صاحب اور دربھنگہ سے تشریف لائے صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار کے ناظم جناب انجینئر سید اسماعیل خرم صاحب شامل وفد ہوئے۔ پھر یہ قافلہ مدرسہ سراج العلوم حال بیدا ہوتے ہوئے بلا بنا گاؤں پہنچا جہاں امیر محترم اور شرکاء وفد نے آتش زدگان سے ملاقاتیں کیں اور صورت حال کا جائزہ لیا اور ریلیف کی تقسیم عمل میں آئی۔ اس موقع پر مولانا محمد حسن سلفی صاحب نائب امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث کٹیہار وصدر مدرس مدرسہ سراج العلوم حال بیدا، گاؤں کے امام اور مقامی جمعیت کے ناظم مولوی نصیر الدین، مولانا بدر عالم سلفی وغیرہم موجود تھے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام بیسواں آل انڈیا مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم ۳-۴؍اگست ۲۰۲۴ء کو دہلی میں رجسٹریشن کا عمل جاری

دہلی: ۲۳؍مئی ۲۰۲۴ء، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام حسب سابق امسال بھی ''بیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم'' بتاریخ ۳-۴؍اگست ۲۰۲۴ء، مطابق ۲۷-۲۸؍محرم الحرام ۱۴۴۶ھ بروز ہفتہ، اتوار بمقام اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر سے بلا تفریق مسلک بڑی تعداد میں طلبۂ دینی مدارس وعصری جامعات کی شرکت متوقع ہے۔ رجسٹریشن کا عمل جاری ہے۔ یہ اطلاع آج مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری اخباری بیان میں دی گئی۔

پریس ریلیز میں مسابقہ کی اہمیت وضرورت اور افادیت بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ہر سال آل انڈیا مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد کرتی ہے تاکہ مسلمانوں کے اندر قرآن کریم کی تلاوت، تجوید وحفظ اور اس کے معانی وتفسیر پر غور وتدبر کا شوق پیدا ہو، ان کی زندگی قرآنی تعلیمات سے ہم آہنگ ہو اور نئی نسل کے اندر مسابقتی ذوق بیدار ہو۔ مقام شکر ہے کہ ان اعلیٰ مقاصد میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے اور ملکی سطح پر اس کے غیر معمولی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ ہر سطح پر مختلف قسم کی عصبیات کو ہوا دے کر اور مادی جذبے سے سرشار ہو کر آدمی آدمی کا دشمن بنا ہوا ہے، نظام عدل وانصاف پر سوالات اٹھ رہے ہیں، ذات، برادری، دھرم، مذہب اور ازم کے نام پر تشدد ومنافرت کو ہوا دی جا رہی ہے، امن وشانتی کی فضا کو مکدر کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اور دہشت گردی الگ مسئلہ بن کر کھڑا ہے، قرآن مجید کی روحانی وروشن تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت مزید دوچند ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم منافرت ومخاصمت، قتل وخوں ریزی، فساد وبگاڑ اور خوف ودہشت گردی کو مٹاتا ہے اور الفت ومحبت، صلاح وفلاح، امن وشانتی اور جان ومال کے تحفظ کی تعلیم دیتا ہے اور ہر طرح کے امتیازات اور عصبیتوں کو ختم کر کے اخوت انسانی کی تعلیم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تم سب ایک ماں باپ کی اولاد ہو۔

(بقیہ صفحہ ۳۱ پر)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے رکن عاملہ وشوریٰ قاسم جناب منصور احمد قریشی عرف دادو بھائی کو صدمہ: یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے رکن عاملہ وشوریٰ ،صوبائی جمعیت اہل حدیث کرناٹک وگوا کے خازن اور مرکزی مسجد اہل حدیث چار مینار بنگلور کے صدر قاسم جناب منصور احمد قریشی عرف دادو بھائی کے بڑے بھائی قاسم جناب اعجاز احمد قریشی صاحب صدر جمعیت القریش بیف مرچنٹ بنگلور کرناٹک کی اہلیہ محترمہ کا ماہ اپریل ۲۰۲۴ء کے اواخر میں طویل علالت کے بعد بعمر تقریباً ۷۰سال بنگلور میں انتقال ہوگیا۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔مرحومہ خوش اخلاق وملنسار ،مہمان نواز ،صوم وصلوۃ کی پابند اور خویش واقارب کا خیال رکھنے والی خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کی مکین بنائے۔ اورپسماندگان وخویش واقارب کو صبرجمیل کی توفیق بخشے۔آمین (شریک غم:اصغرعلی امام مہدی سلفی،امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض کے سابق پروفیسر، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سرپرست اور جامعہ ابو ہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج کے مؤسس ورئیس، عالم اسلام کے معتبر عالم دین اور مشہور مؤلف ومحقق ڈاکٹر عبد الرحمٰن فریوائی صاحب حفظہ اللہ کے بڑے بھائی ماسٹر اشفاق الرحمن صاحب کا سانحہ ارتحال: یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض کے سابق پروفیسر، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سرپرست، معروف علمی وتحقیقی ادارہ دارالدعوہ دھلی و جامعہ ابو ہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج کے مؤسس ورئیس، عالم اسلام کے معتبر عالم دین اور مشہور مؤلف ومحقق ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار فریوائی صاحب حفظہ اللہ کی بڑے بھائی ماسٹر اشفاق الرحمٰن صاحب کا بعمر تقریبا 90 / سال طویل علالت کے بعد مورخہ ۷ارمئی ۲۰۲۴ء آبائی وطن پریوانارائن پور، پرتاپ گڑھ یوپی میں انتقال ہوگیا۔اناللہ واناالیہ راجعون

مرحوم نہایت خلیق وملنسار،سادگی پسند ،مہمان نواز اور علماء کے قدردان تھے۔گورنمنٹ اسکول سے ریٹائرمنٹ کے بعد جامعہ ابوھریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج یوپی کے اوائل ایام میں کچھ دنوں تک پرنسپل بھی رہے۔ادھر کئی سالوں سے صاحب فراش تھے۔پسماندگان میں ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی صاحب کے علاوہ ایک اور بھائی عبیدالرحمٰن صاحب، تین لائق فائق صاحبزادے ڈاکٹر محمد ثاقب، ڈاکٹر عبادالرحمن، نجم الرحمٰن، تین صاحب زادیاں اور متعدد ہونہار پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کی مکین بنائے ,پسماندگان ومتعلقین خصوصا ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی صاحب حفظہ اللہ کو صبرو سلوان عطا فرمائے۔آمین۔(غم زدہ ودعا گو: اصغرعلی امام مہدی سلفی،امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

مقامی جمعیت اہل حدیث "آلور" ڈاونگرہ (کرناٹک) کے مؤسس جناب احمد صاحب کا انتقال پرملال: مقامی جمعیت اہل حدیث آلور ضلع ڈاونگرہ کرناٹک کے مؤسس مولانا عبدالغنی سلفی آلوری سابق پرنسپل حضرت بلال عربک کالج تالی کوٹ (کرناٹک) کے والد محترم جناب احمد صاحب ۸۵سال کی عمر میں مورخہ 11-05-2024 کو بوقت نماز عصر اس عالم فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت فرماگئے۔ انااللہ وانا الیہ راجعون۔موصوف صوم وصلاۃ کے پابند علمائے کرام کے قدردان تھے۔پس ماندگان میں تین لڑکے، تین لڑکیاں اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں ،نواسے نواسیاں ہیں۔ دوسرے دن بوقت عصر تدفین عمل میں آئی۔جس میں گاؤں کے علاوہ قرب وجوار کے جماعتی احباب اور علمائے کرام کثیر تعداد میں شریک جنازہ رہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی خطاؤں کو معاف کرے اور ان کے حسنات کو شرف قبولیت عطا کر کے جنت الفردوس اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائے۔

انتقال پرملال: مورخہ ۹رمئی ۲۰۲۴ء بروز جمعرات بوقت صبح تقریباً بارہ بجے جامع مسجد اہل حدیث نیو کباڑ خانہ بھوپال کے جنرل سکریٹری جناب شفیق الرحمٰن صاحب کی زوجہ اور صوبائی جمعیت اہل حدیث مدھیہ پردیش کے سابق ناظم مولانا عبیدالرحمٰن وفا صدیقی صاحب کی بھانجی محترمہ شاکرہ باجی کا انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔وہ کینسر کے مرض میں مبتلا تھیں۔برسوں سے علاج ومعالجہ چل رہا تھا۔صوم وصلوۃ کی پابند، خلیق وملنسار ہونے کے ساتھ ایک مثالی خاتون تھیں۔پسماندگان میں تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔متوفیہ کے شوہر شفیق الرحمٰن صاحب بھی کافی عرصے سے علیل چل رہے ہیں۔ان کے لئے دعائے صحت کی خصوصی درخواست ہے۔آمین
(ابوالحسن فیضی، بھوپال۔ایم پی)

(بقیہ صفحہ ۳۰ کا)

پریس ریلیز کے مطابق اس مسابقہ کے کل چھ زمرے ہیں۔ ہر زمرے میں اول دوم سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ نقد انعام کے علاوہ توصیفی سند اور دیگر ہدایا سے نوازے جائیں گے۔اسی طرح مسابقہ کے تمام شرکاء کو توصیفی سند اور ہدیے دئے جائیں گے۔اس مسابقہ کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ ممتاز حفاظ وقراء کے لیے بین الاقوامی مسابقہ قرآن کریم میں نامزدگی کا امکان ہے۔واضح ہو کہ امسال بھی ایک طالب علم کی عالمی مسابقہ حفظ قرآن کریم مکہ مکرمہ کے لیے ترشیح عمل میں آئی ہے۔

مسابقہ کی تفصیلات اور فارم مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مرکزی وصوبائی دفاتر، جریدہ ترجمان اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ویب سائٹ www.ahlehadees.org اور فیس بک سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

☆☆☆

عید قرباں کے مبارک موقع پر

اپنے سب سے بڑے متحدہ مرکز

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو اپنا تعاون ضرور پیش کریں۔

مرکزی جمعیت کے جملہ شعبہ جات الحمدللہ اپنی اپنی جگہ فعالیت کا مظاہرہ کررہے ہیں۔تعمیراتی عزائم کی تکمیل بھی ہورہی ہے۔دینی واصلاحی کتابوں کے نشرواشاعت میں زبردست پیش رفت جاری ہے۔غرضیکہ تمام شعبے بحسن وخوبی اپنے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں،لیکن ان تمام کی فعالیت وسرگرمی کو تیز کرنے میں آپ حضرات کے مالی تعاون کا کردار بھی کم اہم نہیں رہا ہے۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی تعمیراتی ودیگر سرگرمیوں کی تکمیل کے لئے مساجد کے ائمہ وخطباء حضرات سے خصوصی اپیل ہے کہ وہ عیدالاضحی کی مناسبت سے مرکزی جمعیت کے لئے تعاون جمع کرکے ممنون ومشکور ہوں اور مرکز کے ان عظیم کارہائے خیر میں کچھ نہ کچھ ہی سہی،ضرور حصہ لیں۔

تمام محسنین واہل خیر اور جماعتی ہمدردی رکھنے والے حضرات سے پرخلوص گزارش ہے کہ قربانی کے مبارک موقع پر اپنا ایثار وجذبہ اور چرم قربانی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو دینا ہرگز نہ بھولیں۔ جہاں کہیں بھی قربانی کریں جمعیت کو یادرکھیں۔مرکزی جمعیت کے استحکام کے لیے اپنا تعاون چیک یا ڈرافٹ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نام سے بنوائیں اور امن وقانون اور صفائی ستھرائی کے تقاضوں کا خیال رکھیں۔

آپ کے بھرپور مالی تعاون کی منتظر

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند 4116،اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔٦ Ph. 23273407